ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۱۷ردسمبر ۲۰۰۴ء | ۴رذیقعدہ ۱۴۲۵ ہجری قمری ۱۷رفتح ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۵۱

سوتے وقت کی دعا

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو سوتے وقت کی جو دعا سکھائی ان میں یہ الفاظ بھی تھے۔ اے اللہ مَیں نے اپنی جان تجھے سونپی اور اپنی توجہ تیری جانب کر لی اور اپنا سب معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور تجھے ہی اپنا سہارا بنایا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب اذا بات طاهرا)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ابتلا اس واسطے آتے ہیں کہ صادق جدا ہو جائے اور کاذب جدا۔

—— رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا مومن کا کام نہیں ——

''خدا تعالیٰ کے مامور پر ایمان لانے کے ساتھ ابتلاء ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ﴾(العنکبوت:2-3)۔ کیا لوگوں نے سمجھا کہ چھوڑے جائیں گے یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لائے اور آزمائے نہ جائیں گے۔ گویا ایمان کی شرط ہے آزمایا جانا۔ صحابہ کرام کیسے آزمائے گئے۔ ان کی قوم نے طرح طرح کے عذاب دئے۔ ان کے اموال پر بھی ابتلاء آئے۔ جانوں پر بھی خویش و اقارب پر بھی۔ اگر ایمان لانے کے بعد آسائش کی زندگی آ جاوے تو اندیشہ کرنا چاہئے کہ میرا ایمان صحیح نہیں کیونکہ یہ سنّت اللہ کے خلاف ہے کہ مومن پر ابتلاء نہ آئے۔ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ جب اپنی رسالت پر ایمان لائے تو اسی وقت سے مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عزیزوں سے جدا ہوئے، میل ملاپ بند کیا گیا، ملک سے نکالے گئے، دشمنوں نے زہر تک دے دیا، تلواروں کے سامنے زخم کھائے۔ اخیر عمر تک یہی حال رہا۔ پس جب ہمارے مقتداء و پیشوا کے ساتھ ایسا ہوا تو پھر اس پر ایمان لانے والے کون ہیں جو بچے رہیں۔ ایسے ابتلاء جب آویں تو مردانہ طریق سے ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

ابتلا اسی واسطے آتے ہیں کہ صادق جدا ہو جائے اور کاذب جدا۔ خدا رحیم ہے مگر وہ غنی اور بے نیاز بھی ہے۔ جب انسان اپنے ایمان کو استقامت کے ساتھ مدد نہ دے تو خدا تعالیٰ کی مدد بھی منقطع ہو جاتی ہے۔ بعض آدمی صرف اتنی سی بات سے دہریہ ہو جاتے ہیں کہ ان کا لڑکا مر گیا یا بیوی مر گئی یا رزق کی تنگی ہو گئی حالانکہ یہ ایک ابتلاء تھا جس میں پورا نکلتے تو انہیں اس سے بڑھ کر دیا جاتا اور رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا مومن کا کام، متقی کا شیوہ نہیں۔ یہ جو پراگندہ روزی پراگندہ دل کہتے ہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جو پراگندہ دل ہو وہ پراگندہ روزی رہتا ہے۔ اور اوّل تو صادقوں کے سوانح دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خود اپنے تئیں پراگندہ روزی بنا لیا۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ تاجر تھے، بڑے معزز، آنحضرت ﷺ پر ایمان لا کر سب کو دشمن بنا لیا۔ کاروبار میں بھی فرق آ گیا۔ یہاں تک کہ اپنے شہر سے بھی نکلے۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ سچا تقویٰ ایسی چیز ہے جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اور کُل پراگندیوں سے نجات ملتی ہے۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ پر تہمتیں دیتے ہیں۔ تمام انبیاء و راستبازوں کی گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ رحیم و کریم کوئی نہیں۔ انسان جو حد سے زیادہ تنگ ہو جاتا ہے تو اس کی اپنی ہی غلطی کا نتیجہ ہے۔ توکّل میں کمی ہوتی ہے، صدق قدم نہیں ہوتا، صحیح طور سے مومن معلوم کرنا مشکل ہے۔ انسان کہہ سکتا ہے مَیں صالح ہوں، زاہد ہوں مگر خدا کے نزدیک وہ بدکار ہوتا ہے۔ ایسے ہی بعض ایسے بندے بھی ہیں جو لوگوں میں بُرے سمجھے جاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صالح ہیں۔ دیکھو ابوجہل نے آنحضرت ﷺ کو بہت بُرا سمجھا مگر اللہ کے نزدیک آپؐ سرور کائنات تھے۔ ابوجہل کو آپ کے بُرے ہونے پر یقین تھا کہ اس نے مباہلہ تک کر لیا اور کہا 'اَللّٰھُمَّ مَنۡ کَانَ اَفۡسَدَ لِلۡقَوۡمِ وَاَقۡطَعَ لِلرَّحۡمِ فَاَھۡلَکَہُ الۡیَوۡمَ'۔ معلوم ہوتا ہے اسے پکّا یقین تھا جبھی تو یہ کلمات کہے۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ کہ خدا تعالیٰ نے فعلی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ صادق اور پاکباز کون ہے اور کاذب اور بدکار کون۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَوۡ کُنَّا نَسۡمَعُ اَوۡ نَعۡقِلُ مَا کُنَّا فِیۡۤ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ﴾(سورۃ الملک:11) علم صحیح اور عقل سلیم یہ بھی خوش قسمتی کی نشانیاں ہیں جس میں شقاوت ہو اس کی مَت ماری جاتی ہے۔ وہ نیک کو بد اور بد کو نیک سمجھتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 124-125)

فرمودات خلفاء

اتحاد و اتفاق کی ضرورت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت ایسی ہے جیسے بتیس دانتوں میں زبان ہوتی ہے۔ اس جگہ کی حالت میں نے خود کسی قدر دیکھی ہے اور بہت سے لوگوں کی زبان سے سنا ہے جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ کام جو ہمارے آباؤ اجداد نے اشاعت اسلام کے بارہ میں کیا تھا، آج مسلمان اس سے غافل ہیں بلکہ اختلافات کا شکار ہو رہے ہیں۔ آج مسلمان اقلیت میں ہیں۔ ان کے پاس اسباب نہایت محدود ہیں اور ان کا مقابلہ ان لوگوں سے ہے جو بہت بڑی اکثریت رکھتے ہیں اور جن کی تنظیم نہایت اچھی ہے۔ اگر ان حالات میں بھی مسلمان یکجہتی سے کھڑے نہ ہوئے تو قریب زمانہ میں ان کی تباہی کے آثار نظر آتے ہیں۔ اس لئے اپنی جماعت سے بھی اور دوسرے فرقہ والے دوستوں سے بھی میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ ان حالات میں اتحاد و اتفاق کی قیمت کو سمجھیں اور اختلاف کو اپنی تباہی کا ذریعہ نہ بنائیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ مسلمان ایسے حالات میں سے گزر رہے ہیں جن میں جانور بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں اور لڑائی جھگڑے چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ چڑیاں آپس میں لڑتی ہیں لیکن جب کوئی بچہ انہیں پکڑنا چاہتا ہے تو لڑائی چھوڑ کر الگ الگ اڑ جاتی ہیں۔ اگر چڑیاں خطرہ کی صورت میں اختلاف کو بھول جاتی ہیں تو کیا انسان اَشرفُ المخلوقات ہو کر خطرات کے وقت اپنے تفرقہ و اختلاف کو نظر انداز نہیں کر سکتا؟ مجھے افسوس ہے کہ مسلمانوں میں موجودہ وقت میں یہ احساس بہت کم پایا جاتا ہے۔

اسلام جس کی عظمت کو اس کے دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں اور جس کی تعلیم کے ارفع و اعلیٰ ہونے کو مخالف بھی مانتے ہیں اس کی اشاعت و نصرت سے منہ پھیر کر ذاتی اختلافات میں وقت ضائع کرنا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ موجودہ خطرات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ مسلمان باہمی اختلاف کو ایسا رنگ دیں جس سے اسلام کے غلبہ اور ترقی میں روک پیدا ہو۔ سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ پرچم اسلام کو بلند رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کریں۔ جنوبی ہند میں ہمارے بزرگوں نے اسلام کی شوکت کو قائم کیا۔ اس زمانہ میں ہمارا فرض ہے کہ اس عظمت کو دوبارہ قائم کریں اور اس کے لئے تمام مسلمانوں کی متحدہ کوشش نہایت ضروری ہے''۔

(سوانح فضل عمر۔ جلد چہارم صفحہ 379,378)

اداریہ

صراطِ مستقیم

سورہ فاتحہ جسے اُم القرآن بھی کہا جاتا ہے ایک ایسی جامع مکمل دعا ہے جسے ہر ضرورت ہر مشکل ہر کیفیت میں پوری دلجمعی سے مانگ کر سکون واطمینان اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھے جاسکتے ہیں۔

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ (سورة الفاتحه) میں جو توازن واعتدال اور منزل مقصود تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ یا رستہ مانگا گیا ہے کامیابی کے حصول کے لئے اس سے بہتر کوئی اور چیز ذہن میں نہیں آسکتی۔ فلاح ونجاح کے حصول کی یہ کلید حاصل کرنے کے لئے اسی دعا میں یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت واستقامت کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ عبادت کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہوتی ہے اور فضل الٰہی کو جذب کرنے کے لئے خدا کی تائید ونصرت کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اسی حقیقت کو ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ میں بیان کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے اور اس کی تائید سے فیض یاب ہونے کے مضمون کو قرآن مجید مزید واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ (البقرة:46)۔ کہ خدا تعالیٰ سے مدد چاہتے ہو تو صبر ،نیکیوں پر مداومت اور بدیوں سے مکمل اجتناب اور دعاؤں سے کام لو اور یہ بھی کہ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے مگر ان خوش قسمت لوگوں کے لئے آسان کر دیا جاتا ہے جن کے دل خشیت الٰہی ، عاجزی ومسکینی سے بھرے ہوتے ہیں۔

اس قرآنی نسخہ کیمیا کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ (البقرة:46) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایک اور نفسیاتی نکتہ بھی اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ کسی کام کی درستی کے لئے دو امور کی ضرورت ہوتی ہے۔

اوّل: بیرونی بداثرات سے حفاظت ہو۔ دوسرے اندرونی طاقت کو بڑھایا جائے۔

اس آیت میں صبر کے لفظ سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بیرونی بداثرات کا مقابلہ کرو اور صلوٰۃ کے لفظ سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر کے اس کے فضلوں کو جذب کرو۔ اس طرح کمزوری کے راستے بند ہوں گے اور طاقت کے حصول کے دروازے کھل جائیں گے اور تم کامیاب ہو جاؤ گے......۔

صبر کے معنے صرف جزع فزع سے بچنے کے ہی نہیں ہوتے بلکہ برے خیالات کا اثر قبول کرنے سے رُکنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے بھی ہوتے ہیں اوپر کی تفسیر میں یہی معنے مراد ہیں۔ جب کوئی بداثرات کو ردّ کرے اور نیک اثرات کو قبول کرنے کی عادت ڈالے جو دعاؤں سے حاصل ہوسکتی ہے تو اس کے دل میں روحانیت پیدا ہو کر جو کام پہلے مشکل نظر آتا تھا آسان ہو جاتا ہے اور روحانی ترقی کی جنگ میں اسے فتح حاصل ہوتی ہے۔

اگلے جملہ میں جو كَبِيْرَةٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معنے بڑی کے ہیں اور اس آیت میں موقعہ کے لحاظ سے مشکل امر کے معنے ہوتے ہیں۔ اور خَاشِع کے معنے ڈرنے والے کے ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم میں یہ لفظ جس جگہ بھی استعمال ہوا ہے اس ہستی سے ڈرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جس سے ڈرنا مناسب ہو۔ چنانچہ خَاشِع کا لفظ سارے قرآن کریم میں یا تو خدا تعالیٰ سے ڈرنے یا اس کے عذاب سے ڈرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ بندوں یا دوسری چیزوں سے ڈرنے کے معنوں میں کبھی استعمال نہیں ہوا۔

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوسکتا تھا کہ اس قسم کا علاج بتانا آسان ہے اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ پس اس کا جواب ﴿وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ (البقرة:46) میں دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس علاج پر عمل مشکل کام ہے لیکن جو خَاشِع ہو جائے اس کے لئے مشکل نہیں رہتا۔ گویا گناہوں اور کمزوریوں سے بچنے کا حقیقی علاج خدا تعالیٰ پر ایمان ہے۔ بغیر اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے انسان دوسری تدبیروں سے گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ دنیا نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے لیکن افسوس کہ وہ بار بار اس نکتہ کو بھول جاتی ہے۔ حقیقی نیکی اور کامل نیکی کبھی بھی خدا تعالیٰ پر کامل یقین کے بغیر پیدا نہیں ہوتی۔ فلسفیانہ دلائل انسان کے اندر سچا تقویٰ نہیں پیدا کر سکتے۔ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان کے بعد جو خوف بدیوں سے پیدا ہوتا ہے وہ کسی اور طرح پیدا نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے انبیاء کی جماعتوں نے جو نیکی اور قربانی کا نمونہ دکھایا وہ اور کوئی جماعت دنیا کی نہیں دکھا سکتی‘‘۔

(تفسیر کبیر ۔تفسیر سورة البقرہ۔صفحہ نمبر 397)

خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے صبر وصلوٰۃ کو اپنا طریق عمل بنائیں اور ہمارا ہر قول وعمل خشیت الٰہی سے مزین ہو۔ آمین

(عبدالباسط شاہد)

غزل

گھر میں ویرانے کا اک منظر نظر آیا مجھے
اور ویرانہ بھی اپنا گھر نظر آیا مجھے

دُھل گئی فردِ عمل کی بھی سیاہی جس گھڑی
اپنا دامن آنسوؤں سے تر نظر آیا مجھے

اور تو دیکھا نہیں کوئی رفیقِ غمگسار
جب نظر آیا دلِ مضطر نظر آیا مجھے

حسرتیں دل میں چلی آئیں نہ جانے کس طرح
یہ عجب اک خانۂ بے دَر نظر آیا مجھے

ساری دنیا چھوڑ کر ڈھونڈا درِ محبوب کو
خیر و خوبی کا یہی محور نظر آیا مجھے

مَیں نے دیکھے ہیں مہ و خورشید دھندلائے ہوئے
جب کبھی وہ حسن کا پیکر نظر آیا مجھے

کیا خبر روحِ بشر کس سیلِ خُوں میں غرق ہے
جو نظر آیا بچشم تر نظر آیا مجھے

سرنگوں ہوتے ہوئے دیکھا ہے مَیں نے بارہا
جب کبھی کوئی یہاں خود سر نظر آیا مجھے

مَیں نے دی ہے اُس کو فوراً سربلندی کی نوید
سر اگر کوئی جنوں پرور نظر آیا مجھے

کچھ نظر آیا نہ مجھ کو دیدۂ پرکار سے
جو نظر آیا بچشم تر نظر آیا مجھے

پھول مرجھائے ہوئے سے اور کانٹوں پر بہار
گلشنِ ہستی میں یہ اکثر نظر آیا مجھے

آج میخانے سے اٹھ آنے کی نیّت تھی مگر
مَیں اٹھا ہی تھا کہ پھر ساغر نظر آیا مجھے

رات کے پچھلے پہر سر جب بھی سجدہ میں گرا
تیرہ شب میں خسروِ خاور نظر آیا مجھے

کار فرما تھا جہاں بھی جذبۂ نام و نمود
کاروبارِ خیر میں بھی شر نظر آیا مجھے

ایک ہلکا سا تبسم دے گیا اُس کو شکست
جب کبھی آلام کا لشکر نظر آیا مجھے

آج تک طاری ہے دل پر ایک کیفِ سرمدی
یہ حقیقت ہے کہ وہ پل بھر نظر آیا مجھے

لوگ کیسے ڈھونڈ لیتے ہیں ہزاروں خامیاں
جس کو دیکھا مجھ سے وہ بہتر نظر آیا مجھے

ہوں تو اک ذرّہ مگر اُن سے لپٹ جانے کے بعد
سارا عالَم میرے زیرِ پر نظر آیا مجھے

جو دمک اٹھا محمدؐ مصطفٰی کے نام سے
اک وہی مصرع غزل میں تر نظر آیا مجھے

(محمود الحسن ۔ راولپنڈی)

تحریک وقفِ نو سے متعلق چند گزارشات

(ڈاکٹر شمیم احمد ۔ لندن)

جو احباب اپنے بچوں کو تحریک وقفِ نو میں شامل کرنا چاہتے ہوں یا ان کے بچے پہلے سے شامل ہوں ان کی اطلاع اور رہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلی ہدایات شائع کی جا رہی ہیں۔

(۱)...تحریک وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ بچوں کی ولادت سے قبل والدین خود سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔

(۲)...بعض احباب اپنے رشتہ داروں ، عزیزوں یا دوستوں کے بچوں کے وقف کے متعلق درخواست بھجواتے ہیں کہ وہ فلاں کو وقف کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ ذکر نہیں ہوتا کہ آیا والدین کی بھی خواہش ہے کہ نہیں۔ درست طریق یہ ہے کہ وقف کی درخواست والدین خود بھجوائیں۔ اگر خود خط نہ لکھ سکتے ہوں تو درخواست والدین کی طرف سے ہونی چاہئے۔

(۳)...بعض والدین سمجھتے ہیں کہ وقف کے لئے مقامی جماعت میں اطلاع کرنا کافی ہے جبکہ وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ والدین خوب سوچ سمجھ کر دعاؤں سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کے بعد سیّدنا حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں خود تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔

(۴)...مقامی، ضلعی اور نیشنل سیکرٹریان وقف نو کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بچوں کو اس وقت تک اپنی وقفِ نو کی فہرست میں شامل نہ کیا کریں جب تک والدین ان کو وکالت وقف نو یا شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی طرف سے منظوری کا خط نہ دیں۔

(۵)...درخواست بھجواتے وقت بعض احباب مکمل کوائف درج نہیں فرماتے اور بعض صورتوں میں پتہ حتیٰ کہ شہر یا ملک کا نام بھی نہیں لکھا ہوتا جس کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

اگر صرف شہر یا ملک کا نام لکھا ہوا ہو تو جواب بتوسط امیر صاحب یا مشن ہاؤس بھجوایا جاتا ہے جس میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔ اس وقت شعبہ وقفِ نو کے پاس بہت سے ایسے خطوط پڑے ہوئے ہیں جن پر کوئی پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے کارروائی نہیں کی جاسکی۔

بعض احباب ایسے بھی ہیں جو چار چار خطوط لکھتے ہیں مگر کسی خط پر بھی پتہ نہیں لکھتے اور ہر خط میں یہ شکایت ضرور لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں دیا گیا۔ اس ضمن یہ بھی گزارش ہے کہ لفافہ کے باہر پتہ لکھنے کی بجائے اندر خط پر پتہ تحریر کرنا زیادہ مناسب ہے۔

(۶)...بعض احباب لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں ملا یا انہیں حوالہ نمبر وقف نو نہیں بھجوایا گیا اور ان کے خط سے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ شائد کارکنان کی سستی کی وجہ سے جواب نہیں دیا گیا۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بعض شہروں میں ڈاک کی خرابی کی وجہ سے خطوط یہاں نہیں پہنچتے یا یہاں سے بھجوائے ہوئے خطوط انہیں موصول نہیں ہو پاتے۔ بعض احباب کو چار چار دفعہ جواب دیں تب ان تک پہنچ پاتا ہے۔

ربوہ کے احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے دفاتر یا بیوت الحمد کا پتہ لکھنے کی بجائے گھر کا پتہ درج فرمایا کریں تا کہ انہیں براہ راست گھر کے پتہ پر جواب بھجوایا جاسکے۔ بعض عہدیداران صرف اپنا عہدہ لکھنا کافی سمجھتے ہیں اور اکثر مربیان اپنا پتہ لکھنے کی بجائے صرف مربی سلسلہ لکھ دیتے ہیں جو کافی نہیں۔ ایسے خطوط پر کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

(۷)...وقف کی درخواست کے ساتھ مندرجہ ذیل کوائف ضرور بھجوائے جائیں:

(ا).....بچہ/بچی کے والد کا نام

(ب)...بچہ/بچی کی والدہ کا نام

(پ)...بچہ/بچی کے دادا کا نام

(ت)...گھر کا مکمل پتہ جس پر جواب بھجوایا جاسکے

یہ بھی درخواست ہے کہ ناموں کو احتیاط سے لکھا جانا چاہئے اور ہمیشہ ایک طرح نام لکھنا چاہئے کیونکہ کمپیوٹر بدلتے ہوئے ناموں میں فرق نہیں کرسکتا جس سے غلطی اور تکرار کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا نام عبدالماجد طاہر ہے تو اسے صرف ماجد یا طاہر نہیں لکھنا چاہئے۔ یورپ میں رہنے والوں کی خدمت میں خاص طور پر درخواست ہے کہ اپنا نام بہت احتیاط سے لکھا کریں اور ویسے لکھا کریں جس طرح پاکستان میں لکھا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا نام چوہدری رشید احمد آصف ہے تو اسے آصف چوہدری احمد رشید نہیں لکھنا چاہئے۔

(۸)...جو احباب اپنے خطوط بتوسط پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ بھجواتے ہیں انہیں نوٹ کر لینا چاہئے کہ ان کے خطوط لندن دستی ڈاک سے آتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے خطوط بہت تاخیر سے شعبہ وقف نو کو موصول ہوتے ہیں ان کے جواب میں اسی نسبت سے تاخیر ہوتی ہے۔

(۹)...بعض احباب فوری طور پر خط کا جواب یا حوالہ نمبر چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ بڑھتے ہوئے کاموں کی وجہ سے فوری جواب دینا ممکن نہیں۔ نوٹ فرما لیا جائے کہ خطوط کا جواب باری آنے پر ضرور دیا جاتا ہے۔

(۱۰)...بعض احباب فیکس کے ذریعہ وقف نو کے فارم بھجوائے جانے کی درخواست کرتے ہیں اور صرف اپنا فیکس نمبر درج کرتے ہیں اور اپنا پتہ درج نہیں فرماتے۔ ایسے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ فارم فیکس کے ذریعہ نہیں بھجوائے جاسکتے اور پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

جو احباب فیکس کے ذریعہ وقف کی درخواست بھجواتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ مضمون کے چاروں طرف کم از کم ایک انچ کا حاشیہ ضرور چھوڑا کریں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو احتمال ہے کہ فیکس میں پتہ پرنٹ ہونے سے رہ جائے۔ پتہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دیا جاسکتا۔

(۱۱)...بعض احباب وقف کا خط لکھتے وقت اسی خط میں بہت سی اور باتیں درج کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا خط مختلف شعبوں سے ہوتا ہوا بہت دیر کے بعد شعبہ وقف نو کو موصول ہوتا ہے۔ وقف کی درخواست مختصر لکھیں تو بہتر ہے اور اگر جواب جلدی چاہتے ہوں تو وقف کی درخواست میں دیگر امور کا ذکر نہ کیا کریں۔

(۱۲)...شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی طرف سے جو حوالہ نمبر وقف نو بھجوایا جاتا ہے اسے سنبھال کر رکھا جانا چاہئے۔ بعض احباب بار بار حوالہ نمبر بھجوانے کی درخواست کرتے ہیں جس سے شعبہ ہذا کا کام غیر ضروری طور پر بڑھ جاتا ہے اور ڈاک کا خرچ الگ ہوتا ہے۔ بعض احباب حوالہ نمبر وقف نو کے لئے صرف یہ لکھ دیتے ہیں کہ ان کے یا فلاں عزیز کے بچے کا حوالہ نمبر بھجوا دیا جائے مگر کسی قسم کے کوائف درج نہیں کرتے۔ بغیر معین کوائف کے ہزارہا بچوں میں سے ملتے جلتے ناموں کی وجہ سے حوالہ نمبر بھجوانا ممکن نہیں۔ اس لئے انہیں لکھنا پڑتا ہے کہ کوائف مکمل کریں تا کہ حوالہ نمبر تلاش کیا جاسکے جس سے خط و کتابت کا کام بڑھ جاتا ہے اور تاخیر بھی ہوتی ہے۔ حوالہ نمبر کے حصول کے ضمن میں یہ بھی درخواست ہے کہ حوالہ نمبر کے لئے براہ راست انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو لکھا جائے کیونکہ حوالہ نمبر مرکزی شعبہ وقف نو لندن سے جاری کیا جاتا ہے۔

(۱۳)...وقف نو میں منظوری کے بعد والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کر کے انہیں اپنے کوائف سے آگاہ کر کے وقف نو کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کریں۔

(۱۴)...وقف نو کے ضمن میں بہت سا لٹریچر نصاب وقف نو، خطبات وقف نو، اردو کے قاعدہ جات وغیرہ شائع ہو چکے ہیں۔ انہیں اپنی مقامی جماعت یا مرکزی جماعت سے حاصل کر کے ان کا مطالعہ کریں اور جو ہدایات ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ یہ کتب شعبہ وقف نو کے پاس نہیں ہیں اس لئے شعبہ وقف نو کو کتب کے لئے نہ لکھا جائے۔

(۱۵)...پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں نہایت ضروری ہے کہ شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو اپنے نئے پتہ سے آگاہ کیا جائے۔ بعض احباب کئی کئی سال تک اپنے پتہ کی تبدیلی سے آگاہ نہیں کرتے۔ اگر وقف نو کا فارم پُر کرنے کے بعد سے آپ کا پتہ تبدیل ہو گیا ہے اور آپ نے ابھی تک اطلاع نہیں کی تو درخواست ہے کہ فوری طور پر شعبہ ہذا کو اپنے نئے پتہ کی اطلاع دیں اور خط و کتابت کرتے وقت وقف نو کا حوالہ نمبر ضرور درج کیا کریں۔ شعبہ وقف نو کا پتہ مندرجہ ذیل ہے:

Waqf-e-Nou Department (Central)

16 GRESSEN HALL ROAD

LONDON SW18 5QL U.K.

(۱۶)...وقف نو کے ضمن میں اگر فوری رابطہ کی ضرورت ہو تو خاکسار کے ساتھ مندرجہ ذیل فون نمبر پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

(44) + (0) + 20 8992- 0843

❁❁❁❁❁

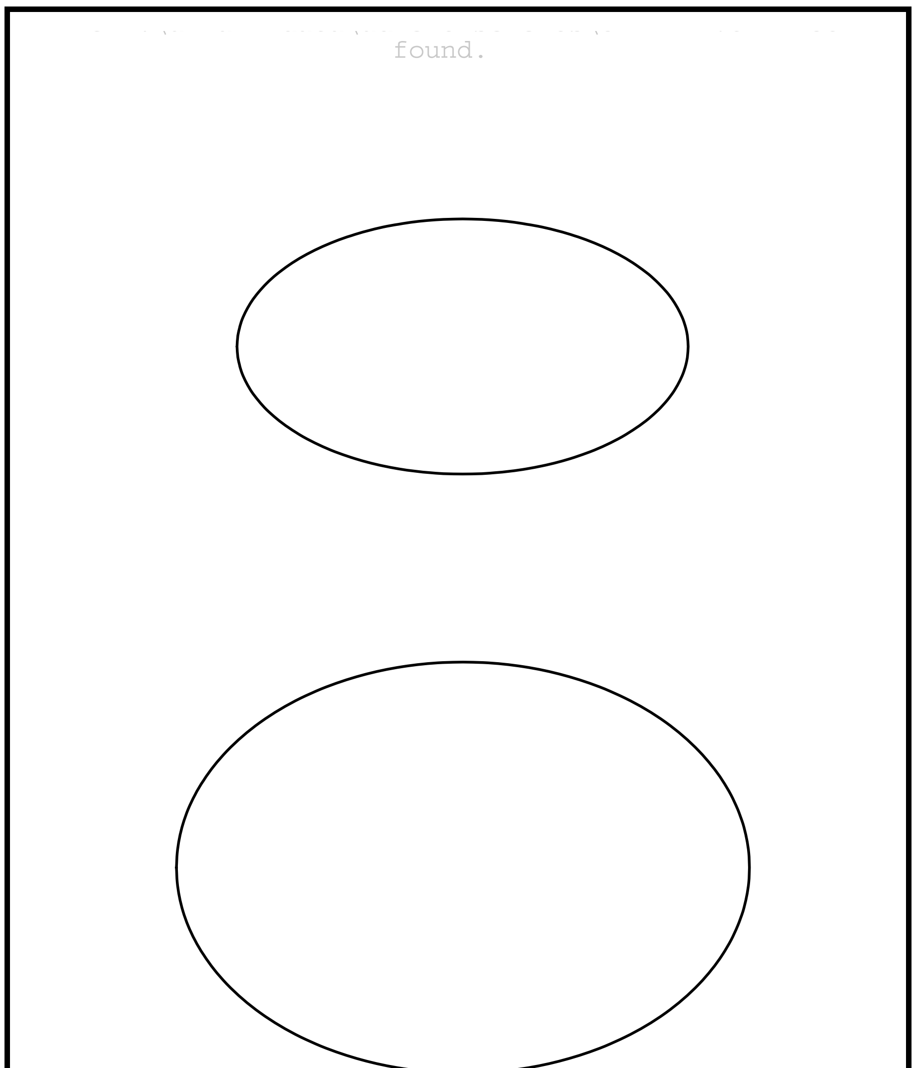

MTA کے پروگراموں کی تیاری کے سلسلہ میں رہنمائی

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 13؍جنوری 1994ء کو 'ملاقات' پروگرام میں MTA کے لئے مختلف نوع کے لئے دلچسپ پروگراموں کی تیاری کے سلسلہ میں رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا۔

مختلف نوعیت کے پروگرام جو تیار کرنے ہیں ان سے متعلق ہدایات تفصیلی دی جا چکی ہیں۔اور میں کچھ اور بھی سمجھانا چاہتا ہوں ۔جب میں دورے پر ناروے گیا تھا تو وہاں کی لجنہ کو بھی ایک بات سمجھائی تھی کہ یہاں آج کل کلچر کے نام پر ہماری بچیوں کے تہذیب وتمدن پر بڑا سخت حملہ کیا جاتا ہے جو بے آواز حملہ ہے اور ازخود اس طرف بچے کھنچے چلے جاتے ہیں ۔اسی طرح جرمنی میں بھی اسی قسم کے مسائل تھے ۔تو میں نے ان سے کہا تھا کہ اسلام کا کلچر تو ایک ملکی کلچر نہیں ہے ۔لیکن بعض اسلامی ایسے شعار ہیں جن کی حفاظت ضروری ہے۔ہمیں کسی کلچر سے دشمنی نہیں ہے خواہ جرمنی کی ہو یا ناروے کی ہو یا جاپان کی ہو یا چین کی ۔صرف دیکھنا یہ ہے کہ کلچر میں کوئی ایسا پہلو نہ آجائے جس سے اسلامی اقدار مجروح ہوتی ہوں یا اسلامی اقدار پر حملہ ہوتا ہو اور یہی بڑا مسئلہ ہے جسے ہم نے ازخود حل کرنا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ساری دنیا کی احمدی جماعتیں اپنے اپنے ملک کی اقدار کے مطابق بچوں اور بڑوں کے لئے بھی جو دلچسپی کے پروگرام ہیں ایسے بنائیں کہ ان سے ان کے ملک کی بھی نمائندگی ہو اور ایک بین الاقوامی احمدیت کا گلدستہ بھی اپنے نئے رنگوں اور خوشبوؤں کے ساتھ ابھرے ۔اور سب دنیا میں ایک ایسی کلچر ہو جو بین الاقوامی ہو۔اور جس پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے کوئی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔

مجھے یاد ہے کہ جب مَیں نے ربوہ میں جامعہ احمدیہ کے طلباء اور کالج کے طلباء کے بعض کام سنبھالے ہوئے تھے ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مجھے فارن سٹوڈنٹ یونین کا سرپرست بنایا ہوا تھا۔تو میں وہاں احمد نگر جہاں میرا چھوٹا سا فارم ہے وہاں نوجوانوں کو کئی دفعہ دعوت پر بلاتا تھا۔اور اس میں ان سے کہا کرتا تھا کہ آپ اپنے اپنے ملک کے لباس پہن کر آئیں اور اپنے ملک کے لطائف سنائیں ۔اپنے ملک کی کھیلیں کھیلیں اس طرح ان پروگراموں میں ایسی دلچسپی پیدا ہو جاتی تھی ،ایسی کشش پیدا ہو جاتی تھی کہ جو نوجوان اس زمانہ میں ان پروگراموں میں شامل رہے ہیں ہمیشہ ان کو یاد رکھتے ہیں ۔ابھی پیچھے جلسہ سالانہ پر انڈونیشیا کے ایک طالب علم آئے ہوئے تھے ۔مجھے یاد کرا رہے تھے کہ میں نے اس کو ، جسے بچے کی زبان میں ''جادو'' کہتے ہیں ،ہاتھ کے کرتب دکھائے تھے ۔اور وہ کہتے ہیں ایک مسئلہ آج تک حل نہیں ہوا وہ آپ مجھے بتائیں کہ فلاں بات آپ نے کیسے کی تھی ۔تو اس قسم کے معصوم پروگرام ہیں۔ کیوں نہ ہم بنائیں اور دکھائیں ۔سب دنیا کے کلچر کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں۔

قادیان میں بچپن میں مجھے یاد ہے ایسی کھیلیں کھیلا کرتے تھے جو بڑی دلچسپ ہیں اور ان کے بعد کسی ناچ گانے وغیرہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔مثلاً وہ بچیاں مل کے کھیل کھیلتی تھیں ۔کیکلی کلیر دی ۔ پگ میرے ویر دی ، دوپٹہ میرے بھائی دا۔اور آگے کہتی تھیں ''پھٹے منہ جوائی دا''۔کتنا ظلم ہے بے چارے جوائی پر۔اس کے بجائے 'سوہنا منہ جوائی دا' کردیں ۔تو بے شک پروگرام بنائیں ۔اسی طرح کوکلہ چھپا کی کہا کرتے تھے غالباً کوکلہ مارنے والی چیز کو کہتے ہیں اور چھپا کی کہتے ہوں گے وہ چھپا کر پھرا کرتے تھے۔بعض بچے یہی پڑھا کرتے تھے ۔کوکلہ چھپا کی جمعرات آئی ہے، کسے منڈے کُڑی دی شامت آئی اے،اور اردگرد بیٹھ کر ایک گول حلقہ لگا دیتے تھے ۔ایک پیچھے پھرتا تھا کوکلہ لے کر اور وہ کہیں چھوڑ دیا کسی کے پیچھے اور ہدایت تھی کہ کوئی اشارہ بھی نہ کرے کہ کس کے پیچھے ہے۔اگر اس وقت تک اس کو پتہ نہ لگے کہ میرے پیچھے ہے اس سے کوکوٹتے تھے اور دوڑ کر پھر خالی جگہ پر بیٹھتا تھا تب اس کی جان بچتی تھی ۔مگر جب کھیلتے ہیں تو بہت اچھا نظارہ پیدا ہو جاتا ہے ، بڑا دلکش ۔ چنانچہ لجنہ اماء اللہ ناروے نے ان ہدایات پر عمل کیا اور انکی رپورٹ بڑی دلچسپی تھی کہ ہماری بچیوں میں ایک نئی جان پیدا ہوگئی ہے اور بہت ہی احساس پیدا ہوا ہے اپنی برتری کا کہ ہم بھی ہیں کچھ برتری کا ان معنوں میں تو نہیں کہ ان میں تکبر پایا جاتا ہے،خوداعتمادی کہنا چاہئے ۔تو اس قسم کے کھیل ،اس قسم کی دلچسپ چیزیں ہر ملک میں پائی جاتی ہیں۔

مجھے یاد ہے ہمارے ایک دوست نائیجیریا کے تھے یا غانا کے انہوں نے ایک پروگرام پیش کیا تھا کہ سب حلقہ باندھ لیتے تھے ہاتھ پکڑ کے اور بیچ میں ایک شخص کو آنکھوں پہ باندھ کے کھڑا کرتے تھے۔اور ایک طرف سے ایک آدمی داخل ہوتا تھا جو دو پتھروں کو آپس میں بجاتا تھا۔ٹک ٹک ۔اور وہ اندھا بنا ہوا آدمی اس آواز پر لپک کر اس کو پکڑنے کی کوشش کرتا تھا تو اتنے عرصہ میں وہ دوسری طرف ہو جاتا تھا۔اور وہاں سے وہ ٹک ٹک کرتا تھا۔اور بہت اچھا لگتا تھا اور یہ ٹک ٹک آواز کی کھیلیں ہمارے غانا والے سُن رہے ہوں گے۔انشاء اللہ۔ اور نائیجیریا والے ہیں وہ اپنی ویڈیوز میں اس پروگرام کو بھی شامل کر سکتے ہیں ۔اور بھی بہت سے ہیں ۔نیشنل گانے ہیں ،نیشنل لطیفے ہیں۔ ہر ملک کے خاص لطیفے ہوتے ہیں ۔اس وقت بھی لطیفے ہم مختلف ملکوں کے سُنا کرتے تھے ۔تو بعض لطیفے تو ایسے تھے کہ اس میں مزاح غیر معمولی ہوتا تھا۔اس لئے بڑی ہنسی آتی تھی اور بعض پر اس لئے ہنسی آتی تھی کہ کوئی مزاح نہیں ہوتا تھا ۔تو اس پر بلکہ ہم زیادہ ہنسا کرتے تھے ۔اور بے چارہ لطیفہ سنانے والا کچھ وقت تک تو سمجھ نہیں سکتا تھا کہ کس بات پر ہنسی آرہی ہے ۔لیکن دونوں طرف سے ہنسی آجاتی تھی ۔بعض دفعہ اچھا ہو لطیفہ تب بھی اور نہ ہو تو تب بھی ۔مگر نمونے مختلف ملکوں کے ہونگے ۔ ہر ملک کا مزہ اپنا ہے۔اس کے انداز اپنے ہیں۔

پھر بچوں کی کہانیاں ملکوں کی الگ الگ ہیں اور بعض ملکوں کی جو کہانیاں ہیں انہوں نے تو اتنی شہرت پائی ہے کہ سب دنیا میں وہ مثال بن گئی ۔ڈنمارک کے ایک مصنف تھے ان کی جن بھوتوں کی کہانیاں بچوں کے لئے عالمی شہرت پاگئیں ۔اسی طرح ''Tell'' ٹیل ہوتے تھے سوئٹزرلینڈ کے نیشنل ہیرو ۔ٹل یا ٹیل ۔ان کی کہانیاں بھی کسی زمانے میں میں نے پڑھی تھیں ۔ بہت اچھی شہرت یافتہ کہانیاں تھیں ۔یعنی اُن کے متعلق جو کہانیاں لکھی گئی تھیں ۔شیرو فارسٹ کا۔ ہمارا مشہور رابن ھڈ ہے ۔اس پر گیت بھی لکھے گئے ہیں ۔اس کی کہانیاں تھیں ۔تو اس طرح ہر ملک کی ایسی کہانیاں جو نیشنل کہانیاں بن چکی ہوں ،لوک گیت بن جائیں جن پر ،اُن کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے ۔تو پروگراموں میں تو بہت تنوّع پیدا ہو سکتا ہے ایسا کہ جس سے بہت دلکشی پیدا ہو جائے گی ۔اور کوئی مذہبی نقطۂ نگاہ سے قابل اعتراض بات نہیں ہوگی ۔ بلکہ معلومات میں اضافہ ہوگا۔تو ایسے پروگرام بھی بنایئے۔

چھوٹے چھوٹے مشاعرے بھی منعقد کئے جا سکتے ہیں ۔لیکن میرا خیال ہے مشاعروں میں بوریت زیادہ ہو جائے گی ۔اگر اس غرض سے مشاعرے بنائے گئے ۔جو ہمارے اچھے شعراء ہیں ان کے ساتھ ایک شام ہو سکتی ہے۔ بہت دلچسپی ہوگی۔

یہاں مجھے یہ علم ہے کہ ہمارے احمدی بچے جو یہاں پَل کر جوان ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں ان میں بعض کو خدا تعالیٰ نے یہ سلیقہ یا صلاحیت عطا فرمائی ہے کہ وہ اہل زبان کی طرح اچھے شعر کہتے ہیں ،تو امید ہے کہ اللہ کے فضل کے ساتھ وہ بھی جب اپنے اپنے کلام پیش کریں گے ۔ پہلے کسی مقرر کردہ بورڈ کا کام ہے کہ وہ اس کو دیکھ لے اچھی طرح اس قابل ہو تو پھر اس کو بیچ میں لیکر آئیں ۔ساتھ اُن کے ترجمے بھی ہونے چاہئیں مختلف زبانوں میں۔

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact : Muhammad Sajid Qamar

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام ۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

خطبہ جمعہ

انسان جس فطرت پر پیدا کیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکے۔

اللہ تعالیٰ بندوں کی عبادت کا محتاج نہیں ہے بلکہ وہ بندوں کے فائدے کے لئے اور انہیں اپنے فضلوں اور انعامات سے نوازنے کے لئے عبادت کا حکم دیتا ہے۔

(عبادت کی اہمیت وافادیت کو دلوں میں واضح کرنے کے لئے ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو خصوصی توجہ دینے کی تاکیدی ہدایت)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۳؍دسمبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۳؍فتح ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ (الذاریات: 57)۔ اور میں نے جنّ وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

گزشتہ دنوں مجھے کسی نے امریکہ سے لکھا کہ بعض لوگ جو آجکل اس مغربی معاشرے سے متأثر لگتے ہیں یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت کروانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس سے یوں لگتا ہے گویا (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کو بھی دنیاداروں کی طرح اپنے ماننے والوں یا اپنے احکامات پر عمل کرنے والوں کی ضرورت ہے یا ایسے لوگ چاہئیں جو ہر وقت اس کا نام جپتے رہیں اس کے آگے جھکے رہیں، یہ تو خط میں واضح نہیں تھا کہ یہ خیالات رکھنے والے احمدی ہیں، غیر احمدی ہیں یا اس ماحول کے لڑکے ہیں یا کوئی اور۔ بہرحال مجھے اس سے یہ تأثر ملا تھا کہ شاید کچھ احمدی لڑکے بھی ہوں یا ان میں کچھ احمدی لوگ بھی ہوں، صرف نوجوان ہی نہیں بڑی عمر کے بھی بعض اوقات ہو جاتے ہیں جو بعض دفعہ لامذہبوں یا دوسروں سے متأثر ہو کر ایسی باتیں کر جاتے ہیں یا متأثر ہو رہے ہوتے ہیں۔ تو تأثر یہی تھا کہ یہ جو پانچ وقت کی نمازیں ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یہ جیسے کہ زائد بوجھ ہیں اور ان کی اس طرح پابندی کرنی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کی بظاہر کوئی ضرورت نہیں ہے اور آجکل کے مصروف زمانے میں یہ بہت مشکل کام ہے بہرحال دہریت اور عیسائیت دونوں سے متاثر ہو کر ایسے لوگ ایسی باتیں کر سکتے ہیں۔ اور ان پر یہ باتیں اثر انداز ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ مغرب میں رہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اِلَّامَاشَاءَ اللّٰہ عموماً احمدی یہ تو ہو سکتا ہے کہ عبادت میں نمازوں میں سستی کر جائیں لیکن اس قسم کے نظریات نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت کروانے کی کیا ضرورت تھی۔ یا یہ زمانہ جو سائنس کا اور مشینی زمانہ ہے اس میں اس طرح عبادات نہیں ہو سکتیں، پابندیاں نہیں ہو سکتیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ عموماً تو نہیں ہوتے لیکن اگر چند ایک بھی ایسے احمدی ہوں جن کا جماعت سے اتنا زیادہ تعلق نہ ہو۔ تعلق سے میری مراد ہے جماعتی پروگراموں میں حصہ نہ لیتے ہوں یا جلسوں وغیرہ پہ نہ آتے ہوں یا جن کا دینی علم نہ ہو، ایسے لوگ اپنے آپ کو بڑا پڑھا لکھا بھی سمجھتے ہیں، یہ لوگ ایسی باتیں کر جاتے ہیں۔ اپنے ماحول میں اس قسم کی باتوں سے برائی کا بیج بو سکتے ہیں۔ یا بعض دفعہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جو لامذہب قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہ بھی ماحول پر اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور کیونکہ برائی کے جال میں انسان بڑی جلدی پھنستا ہے اس لئے بہرحال فکر بھی پیدا ہوتی ہے کہ ایسے مغربی معاشرے میں جہاں مادیت زیادہ ہو، اس قسم کی باتیں کہیں اَوروں کو بھی اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔ اس وجہ سے مَیں نے اس موضوع کو لیا ہے۔

لیکن کچھ کہنے سے پہلے ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اپنے ماحول میں جائزہ لیتے رہیں۔ عموماً جو احمدی کہلانے والے ہیں عموماً ان تک ان کی پہنچ ہونی چاہئے۔ جو نوجوان دُور ہٹے ہوتے ہیں ان کو قریب لانا چاہئے تاکہ اس قسم کی ذہنیت یا اس قسم کی باتیں ان کے ذہنوں سے نکلیں۔

مَیں نے ابھی جس آیت کی تلاوت کی ہے اور اس کا ترجمہ بھی آپ نے سن لیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح طور پر یہی فرمایا ہے کہ مَیں نے جن وانس کو عبادت کی غرض سے پیدا کیا ہے۔ لیکن یہاں پابندی نہیں ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی مخلوق پیدا کی ہے وہ ضرور پیدائش کے وقت سے ہی اپنے ماحول میں بڑے ہوں تو ضرور عبادت کرنے والے ہوں۔ ماحول کا اثر لینے کی ان کو اجازت دی گئی ہے۔ باوجود اس کے کہ پیدائش کا مقصد یہی ہے کہ عبادت کرنے والا ہو اور عبادت کی جائے لیکن ساتھ ہی، جیسا کہ مَیں نے کہا، شیطان کو بھی کھلی چھٹی دے دی، ماحول کو بھی کھلی چھٹی دے دی کہ وہ بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔

فرمایا کہ جو میرے بندے بننا چاہیں گے، میرا قرب پانا چاہیں گے وہ بہرحال اپنے ذہن میں یہ مقصد رکھیں گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق عبادت کرنی ہے۔ اور اب کیونکہ ایک مسلمان کے لئے وہی عبادت کے طریق ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے ہیں۔ اسی شریعت پہ ہمیں چلنا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کے آئے ہیں۔ جس طرح انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھتے ہوئے عبادت کے طریق سکھائے ہیں اسی طرح عبادت بھی کرنی ہے۔ اور جو اوقات بتائے ہیں ان اوقات میں عبادت کرنی ہے۔ اگر نہیں تو پھر مسلمان کہلانے کا بھی حق نہیں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے بندے کہلانے کا بھی حق نہیں ہے۔ پھر تو شیطان کے بندے کہلانے والے ہوں گے۔ لیکن ایسے ہی خیالات والے لوگ کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوں تو مسلمان گھرانوں کے ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ احمدی ہوں تو اور زیادہ مضبوط ایمان والے گھر کا اثر ہوتا ہے جو اسلام پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور اسی ماحول میں کیونکہ پلے بڑھے ہوتے ہیں اس لئے جب بھی ان کو کوئی مشکل پڑتی ہے، جب بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو دعا کی طرف ان کی توجہ بھی پیدا ہوتی ہے اور پھر دعا کے لئے کہتے بھی ہیں۔ باوجود اس کے کہ اعتراض کرتے ہیں کہ عبادت کا جو اسلام میں طریق کار ہے وہ بہت مشکل ہے۔ گویا ذہن میں عبادت کا تصور بھی ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ کسی مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا بھی ہے۔ لیکن پانچ وقت نمازیں پڑھنا کیونکہ بوجھ لگتی ہیں اس لئے عبادت کی تشریح اپنی مرضی کی کرنا چاہتے ہیں، اس سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر احمدی کہلاتے ہیں، مسلمان کہلاتے ہیں تو عبادت کی وہی تشریح ہے جس کے نمونے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائے ہیں اور پھر اس زمانے میں احمدی کے لئے خاص طور پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے ان نمونوں کو اور قرآن کریم کو صحیح طور پر سمجھ کر اس کی تفسیر ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے۔

اس لئے ہمیں اس زمانے میں ان احکامات کو سمجھنے کے لئے اور ان پر پابندی اختیار کرنے کے لئے اُسی طرح عمل کرنا ہوگا اور اُنہیں لائنوں پر چلنا ہوگا جو حضرت اقدس مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سمجھائی ہیں۔ اور انہیں رستوں پہ چل کے ہم نیکیوں اور عبادت کے طریقوں پر قائم بھی رہ سکتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا ﴿مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: 57) اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر پرانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ان کے لئے نہیں رہتی۔ وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ ﴿مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾‘‘۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری بھی اس وقت ہے جب اس کے احکامات پر عمل کرو گے اور اس کی عبادت کرو گے۔

فرمایا کہ’’ وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ ﴿مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے۔ موت کا اعتبار نہیں ہے.........تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ مَیں اس لئے بار بار اس امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو، بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست، ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے، اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو وہ اس کا تردّد نہ کرے تو اس سے مؤاخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جاوے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں، اصل بات یہ ہے کہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اس کے ارادے سے باہر نکل کر اپنی اغراض اور جذبات کو مقدم نہ کرنا‘‘۔

(الحکم مورخہ 10/ اگست 1901ء صفحہ 2)

آپؑ نے بڑی وضاحت سے فرمایا کہ تمہارا اصل مقصد خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہونا چاہئے کیونکہ فطرت صحیحہ یہی ہے جو انسان کی فطرت جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکے۔ لیکن اگر اس کی عبادت نہیں کرتے، اس کے آگے نہیں جھکتے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی پابند نہیں کہ مشکلات میں یا تکلیف میں ضرور ان کی مدد کو آئے اور ان پر اپنا فضل فرمائے جو اس کی عبادت نہیں کرتے۔ پس اگر اس کا فضل حاصل کرنا ہے تو اس کی عبادت بھی کرنی ہوگی۔ فرمایا تمہارے دنیاوی کام کاج ہیں، ان کو بھی کرو، ملازمتیں بھی کرو، کاروبار بھی کرو زمیندار ہو تو زمینداری بھی کرو۔ لیکن تمہارا مقصد بہرحال اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس کی عبادت میں ہے۔ عام دنیاوی معاملات میں بھی جب انسان کسی چیز کا مالک ہو تو اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنا چاہتا ہے۔ ملازم بھی رکھتا ہے تو اس کو یہی حکم ہوتا ہے کہ تم نے میرے بتائے ہوئے طریق پر کام کرنا ہے اور کسی دوسرے کی بات نہیں ماننی۔ تو اللہ تعالیٰ جو ربّ بھی ہے، مالک بھی ہے، معبود بھی ہے، اس کی بات ماننے سے ہمیں کیونکر اعتراض پیدا ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کچھ وضاحت کی ہے۔ یہ ان لوگوں کا اعتراض جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں، اس کی یہ خواہش ہے اس میں اس اعتراض کا بھی جواب دیا ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ: ’’بظاہر یہ تعلیم کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے خود غرضانہ معلوم دیتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اللہ تعالیٰ بندے کی عبادت کا محتاج ہے۔ لیکن اگر قرآن پر غور کیا جائے تو حقیقت بالکل مختلف نظر آتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم بوضاحت بیان فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی عبادت کا محتاج نہیں ہے۔ چنانچہ سورۂ عنکبوت رکوع اول میں ہے کہ ﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (العنکبوت :7) یعنی جو شخص کسی قسم کی جدوجہد روحانی ترقیات کے لئے کرتا ہے وہ خود اپنے نفس کے فائدے کے لئے ایسا کرتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات اور ان کے ہر قسم کے افعال سے غنی ہوتا ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے کہ بندہ کیا کرتا ہے، کیا نہیں کرتا۔ آگے اس بارے میں ایک تفصیلی حدیث بھی میں بیان کروں گا۔ جو کچھ کرتا ہے انسان اپنے فائدے کے لئے کرتا ہے۔ ’’اسی طرح سورۃ حجرات میں فرماتا ہے کہ ﴿قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۔ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ﴾ (الحجرات:18) یعنی مذہب اسلام کو قبول کر کے رسول کریم ﷺ پر احسان نہیں نہ خدا تعالیٰ پر ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے وہ طریق بتایا جو لوگوں کی ترقی اور کامیابی کا موجب ہے۔ پس عبادت قرآن کریم کے رو سے خود بندے کے فائدے کے لئے ہے اور اس کی یہ وجہ ہے کہ عبادت چند ظاہری حرکات کا نام نہیں ہے بلکہ ان تمام ظاہری اور باطنی کوششوں کا نام ہے جو انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنا دیتی ہے۔ کیونکہ عَبْد کے معنی اصل میں کسی نقش کے قبول کرنے اور پورے طور پر اس کے منشاء کے ماتحت چلنے کے ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی منشا کے ماتحت چلے گا الٰہی صفات کو اپنے اندر پیدا کر لے گا اور ترقی کے اعلیٰ مدارج کو حاصل کر لے گا۔ تو یہ امر خود اس کے لئے نفع رساں ہوگا نہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے۔ بائیبل میں جو یہ لکھا ہے کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شکل پر پیدا کیا (پیدائش باب 1) تو درحقیقت اس میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کر سکے ورنہ اللہ تعالیٰ تمام شکلوں میں پاک ہے۔

پس عبادت پر زور دینے کے محض یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو کیونکہ کامل تصویر تبھی کھینچی جا سکتی ہے جب اس وجود کا نقشہ ذہن میں موجود ہو جس کی تصویر لینی ہو اور عبادت اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے رکھنے اور ان کا نقش اپنے ذہن پر جمانے کا ہی نام ہے جس میں انسان کا فائدہ ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا‘‘۔

پھر فرماتے ہیں کہ’’ اس مضمون کی طرف ایک حدیث میں بھی اشارہ ہے جس میں بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! مَاالْاِحْسَان؟ کامل عبادت کیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ ۔ تُو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا معنوی طور پر وہ اپنی تمام صفات کے ساتھ تیرے سامنے کھڑا ہو جائے۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر3 صفحہ 142-143)

پھر جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نوازنے کے لئے ہی عبادت کا حکم دیتا ہے اور ان کے فائدے کے لئے ہی دیتا ہے۔ اس بارے میں اس مضمون کو ایک اور جگہ بیان فرماتا ہے کہ ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (سورۃ النمل آیت :63) یا پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا کو قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے۔ اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

تو جیسا کہ مَیں پہلے بھی بیان کر آیا ہوں ایسے لوگ عبادت کے خلاف ہوتے ہیں یا بلاوجہ کا اعتراض اٹھا رہے ہوتے ہیں ان کو بھی تکلیف کے وقت دُعا یاد آ جاتی ہے۔ وہ ان لوگوں کی طرح ہیں جن کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ جب ان کو طوفان گھیر لیتا ہے تو رونا پیٹنا دعائیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب وہ طوفان ٹل جاتا ہے اور خشکی پر پہنچ جاتے ہیں تو پھر منکر ہو جاتے ہیں۔ تو فرمایا یہ اللہ ہے جو اس طرح بے قراروں کی دعائیں سنتا ہے۔ اور تکلیفیں دور کرتا ہے اور ہم یہ نظارے ماضی میں بھی دیکھ چکے ہیں۔ انہی دعائیں کرنے والوں نے دنیا پر حکومت کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین کا وارث بنایا۔ اس لئے تمہارے لئے بھی یہی حکم ہے کہ اگر عبادتیں کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے بھی حصہ پاتے رہو گے۔

دیکھ لیں جب عبادتوں کے معیار کم ہونے شروع ہو گئے تو آہستہ آہستہ مسلمانوں کا رعب بھی ختم ہوتا رہا۔ آج ہر طاقتور قوم ان سے جو سلوک کرنا چاہے کرتی ہے اور اب تو ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ تو یاد رکھو کہ یہ انعام انہی عبادتوں کی وجہ سے تھے جو ہمارے آباء و اجداد نے کیں یا کرتے رہے، جو صحابہ نے کیں، ان کی وجہ سے فتوحات حاصل کیں۔ اور یہ انعام اب بھی مل سکتے ہیں اور ملتے رہیں گے اگر عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہی۔ اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس مادی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کر کے تم اپنی کھوئی ہوئی میراث حاصل کر لو گے، تو یہ وہم ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ دنیاداری اور نفس پرستی نے اور دنیا کی چکاچوند نے اتنا زیادہ اپنے آپ میں

منہمک کر دیا ہے کہ تمہیں یہ سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا کہ یہ ہو کیا رہا ہے اور تم اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے۔ جن مسلمان ملکوں اور لیڈروں کے پاس حکومتیں ہیں ان کو اس طرف سوچنے کی فرصت ہی نہیں ہے نہ ہی سوچنا چاہتے ہیں۔ اور یہ سب جیسا کہ مَیں نے کہا یہ دنیاداری ہی ہے، یہ عبادتوں میں کمی ہی ہے جس نے امت مسلمہ کی یہ حالت کر دی ہے، یہاں تک پہنچا دیا ہے۔ پس یہ سوال اٹھانے کی بجائے کہ اللہ کو عبادتوں کی کیا ضرورت ہے اور عبادت مشکل ہے اور اس زمانے میں اس طرح ادائیگیاں نہیں ہو سکتیں، ہر احمدی مسلمان ہر دوسرے مسلمان کو یہ سمجھائے، ہر دوسرے کو سمجھائے کہ یہ کھوئی ہوئی شان اگر دوبارہ حاصل کرنی ہے تو پھر عبادتوں کی طرف توجہ دو۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرو کیونکہ مسلمان کہلا کر پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کر کے ہم اس کے انعاموں کے وارث نہیں بن سکتے۔

یاد رکھو یہی مسلمان کی شان ہے اور یہی ایک احمدی کی بھی شان اور پہچان ہونی چاہئے اور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہو۔ اور یہی عبادتیں ہیں جو اسے عاجزی میں بھی بڑھائیں گی اور یہی عاجزی ہے جو پھر اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا موقع بھی مہیا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قرب میں جگہ دے گا اور اسے انعام بھی ملیں گے۔ پس عقل کرو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ یہ انعام عاجز ہو کر عبادت کرنے والے کو ہی ملتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ عبادتیں کرنے والے عبادتوں میں تھکتے بھی نہیں، بے صبرے بھی نہیں ہو جاتے۔ یہ سوال بھی نہیں اٹھاتے کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنی مشکل ہیں۔ بلکہ اپنی پیدائش کے مقصد کو پہچانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔ جیسے کہ فرماتا ہے ﴿وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ﴾ (الانبیاء:20)۔ اور اسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو اس کے حضور رہتے ہیں اس کی عبادت کرنے میں استکبار سے کام نہیں لیتے اور نہ کبھی تھکتے ہیں۔ تو جب آسمانوں اور زمین میں ہر چیز اسی کی ہے تو پھر اس سے زیادہ کون اہم ہے جس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ہر عقلمند انسان اس طرف زیادہ راغب ہو گا جہاں اس کو زیادہ فائدہ نظر آتا ہو گا۔ دنیاوی معاملات میں تو ہر کوئی فائدہ دیکھتا ہے لیکن اللہ کے معاملے میں اس طرف نظر نہیں جاتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح طور پر فرمایا ہے کہ تمام فائدے تمہیں مجھ سے ہی ملنے ہیں۔ اور میری طرف ہی جھکو۔ عبادت کرو، تکبر کو چھوڑو۔ اور کیوں یہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں یہ نہیں ہوتا؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے چھوٹ دی ہوئی ہے۔ اکثر دفعہ اپنی عبادت نہ کرنے والے یا شریک ٹھہرانے والوں کی فوری طور پر پکڑ نہیں کرتا، کیونکہ کھلی چھٹی دی ہوئی ہے کہ چاہے تو میری طرف آؤ، چاہے تو شیطان کی طرف جاؤ۔ لیکن یہ بھی فرمادیا کہ شیطان کی طرف جا کر میرے انعاموں سے بھی محروم رہو گے اور دنیا میں بھی بعض دفعہ پکڑ ہو سکتی ہے اور بہرحال آخرت میں تو یقینی پکڑ ہے اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرنے والے ہو گے۔ تو بہرحال مالک کو حق ہوتا ہے کہ جو اصول وضع کئے گئے ہیں ان پر عمل نہ کرنے والوں کو سزا دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملے میں بعض عقلمند بننے والے یہ کہتے ہیں کہ سزا کا بھی حق نہیں ہونا چاہئے، اور عبادت بھی جو مرضی کرے جو نہ کرے، چھوٹ ہونی چاہئے۔ چھوٹ تو ہے لیکن بہرحال پھر مالک ہونے کی حیثیت سے اس کو سزا کا بھی حق ہے اسی کو پکڑ کا بھی حق ہے۔ اس پر اعتراض ہو جاتا ہے کہ انسان کو عبادت کے لئے پیدا کرنے کا جو اصول بنایا ہے یہ بڑا غلط ہے اللہ تعالیٰ اپنی عبادت زبردستی کروانا چاہتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تو یہ سب کچھ کروا کر انعامات سے نواز رہا ہے۔ جابر حکمران کی طرح یہ نہیں کہہ رہا کہ بس ہر صورت میں یہ کرو جس طرح بیگار لی جاتی ہے۔ بلکہ نہ صرف انعامات سے نوازتا ہے جہاں آسانی کی ضرورت ہے عبادتوں میں آسانی بھی پیدا فرماتا ہے۔ جیسا کہ سفر میں، بیماری میں کافی سہولتیں مہیا ہیں۔ روزے دار کے لئے بھی، نماز پڑھنے والے کے لئے بھی۔ تو اس پر تو بجائے زبردستی کا تصور قائم کرنے کے انسان جتنا سوچے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تصور ابھرتا ہے۔ اور پھر اس کی حمد اور اس کی عبادت کی طرف مزید توجہ پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر پھر بھی کوئی یہی رٹ لگائے رکھتا ہے کہ عبادت بڑی مشکل ہے اور عبادت کس لئے کی جاتی ہے، اور عبادت کی طرف نہیں آتا اور بے عقلوں کی طرح صرف دلیلیں دیئے چلا جاتا ہے اور وہ بھی اوٹ پٹانگ دلیلیں۔ تو اللہ تعالیٰ جس نے نوازنے کے لئے بندے کو عبادت کا حکم دیا ہے، بندے کے اپنے فائدے کے لئے عبادت کا حکم دیا ہے فرماتا ہے کہ اگر تم پھر بھی نہیں مانتے، انکار پر مصر ہو، اس پہ اصرار کئے جا رہے ہو تو پھر خدا کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ اسے کوئی شوق نہیں ہے کہ تمہارے جیسے نافرمان اپنے ارد گرد اکٹھا کرے۔ جیسا کہ فرماتا ہے ﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَاؤُكُمْ۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾ (سورۃ الفرقان آیت:78) تو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا رب تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔ پس تم اسے جھٹلا چکے ہو، ضرور اس کا وبال تم سے چمٹ جانے والا ہے۔

پس واضح ہو گیا کہ دعاؤں اور عبادت کی اللہ کو ضرورت نہیں ہے بلکہ تمہیں ضرورت ہے۔ پس اگر تم انکار پر تلے بیٹھے ہو تو خدا تعالیٰ کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اب سزا کے لئے تیار ہو جاؤ یہ بہرحال اس کا حق ہے، وہ مالک ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''کامل عابد وہی ہو سکتا ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے لیکن اس آیت میں اور بھی صراحت ہے اور وہ آیت یہ ہے ﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَاؤُكُمْ﴾ یعنی ان لوگوں کو کہہ دو کہ اگر تم لوگ رب کو نہ پکارو تو میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ عابد کی پرواہ کرتا ہے''۔ (الحکم جلد6 نمبر 24 مورخہ 10/ جولائی 1902ء صفحہ4)۔ جو عبادت کرنے والا ہے اس کی بات مانتا ہے اس کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ دشمن سے اس کو محفوظ رکھتا ہے۔

اپنی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ''انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادت الٰہی ہے لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کر کے بیکار کر لیتا ہے''۔ یعنی عبادت کی غرض تو یہی ہے لیکن اگر ماحول کا اثر اس پہ پڑ گیا اور اللہ میاں نے جو اس کی فطرت میں چیز رکھی تھی اس کو بیکار کر لیا اور ضائع کر دیا'' تو خدا تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ ﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَاؤُكُمْ﴾۔ مَیں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک جنگل میں کھڑا ہوں۔ شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پہ مسلط ہے'' ہر ایک بھیڑ کے اوپر ایک قصائی کھڑا ہے۔ ''ہاتھ میں چھری ہے جو انہوں نے ان کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف منہ کیا ہوا ہے'' کہ ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ ''مَیں ان کے پاس ٹہل رہا ہوں۔ میں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں۔ تو مَیں نے یہی آیت پڑھی ﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَاؤُكُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت:78) یہ سنتے ہی ان قصابوں نے فی الفور چھریاں چلا دیں'' یعنی ان کی گردنوں پر چھریاں پھیر دیں، ذبح کر دیا۔ ''اور یہ کہا کہ تم ہو کیا؟ آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو'' گند کھانے والی بھیڑیں ہی ہونا۔

فرمایا: ''غرض خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پرواہ کرتا ہے اور اس کی بقا کو عزیز رکھتا ہے۔ اور جو اس کی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کو جہنم میں ڈالتا ہے۔ اس لئے ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے باہر کرے۔ جیسے کلوروفارم نیند لاتا ہے اسی طرح پر شیطان انسان کو تباہ کرتا ہے اور اسے غفلت کی نیند سلاتا ہے اور اسی میں اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (الحکم جلد 5 نمبر 30 مورخہ 17/ اگست 1901ء صفحہ1)

تو یہاں جو آپ کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے اور ان کی حیثیت جانوروں کی طرح کی ہے۔ اور ان کو نقصان پہنچتا ہے تو ان کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بالکل بھی حفاظت نہیں فرماتا بلکہ آپ نے فرمایا کہ وہ جہنم میں ڈالتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ دعا ہی دراصل عبادت ہے۔ پھر آنحضور ﷺ نے یہ آیت فرمائی ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾ (المومن:61) اور تمہارے رب نے کہا مجھے پکارو مَیں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ (ترمذی ابواب الدعوات. باب ما جاء فی فضل الدعاء)۔ تو بالا تو وہی سمجھتے ہیں جن میں تکبر پایا جاتا ہے یا جن کے اندر شیطان گھسا ہوا ہے۔ اس لئے شیطان ذہنوں میں ایسے خیالات پیدا کرتا رہتا ہے کیونکہ شیطان ہے اور شیطان کسی وقت بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اس لئے چاہے جن پر اثر ہے یا نہیں ہے، اس لئے اپنے ماحول میں جیسا دنیا میں ماحول میسر ہے استغفار کرنے کی بہت

زیادہ ضرورت ہے تاکہ جہنم کے عذاب سے بچے رہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ باتیں جو نبی ﷺ نے اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے آپ پر حرام کیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ پس اے میرے بندو! تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ (یہ لمبی حدیث ہے اس میں مختلف قسم کے احکامات ہیں) تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جسے مَیں ہدایت دوں۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو مَیں تمہیں ہدایت عطا کروں گا۔ پھر فرمایا اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جسے مَیں کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا طلب کرو مَیں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم مَیں سے ہر ایک ننگا ہے سوائے اس کے جسے مَیں کپڑے پہناؤں۔ پس تم مجھ سے لباس طلب کرو، مَیں تمہیں لباس عطا کروں گا۔ اور پھر فرمایا اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور مَیں تمام گناہ بخشتا ہوں۔ پس تم مجھ سے بخشش طلب کرو مَیں تمہیں تمہارے گناہ بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! (یہاں عبادت کی طرف توجہ دلائی ہے) تم اس مقام پر نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی تم ایسی حیثیت رکھتے ہو کہ مجھے نفع پہنچاؤ۔ تو بندے کو کوئی اختیار ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت کر کے یا نہ کر کے نقصان یا نفع پہنچا سکے۔ اس کی آگے پھر وضاحت فرمائی کہ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے، تمہارے عوام اور تمہارے خواص، تم میں سے ایک انتہائی متقی دل رکھنے والے شخص کی طرح ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہ کر سکے گا۔ اور اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے، تمہارے عوام اور تمہارے خواص تم میں سے انتہائی فاجر دل رکھنے والے کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے، تمہارے عوام اور تمہارے خواص ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگنے لگیں اور میں ہر شخص کو اس کی مطلوبہ اشیاء عطا کر دوں تو بھی جو کچھ میرے پاس ہے۔ اس میں سے کچھ بھی کمی کرنے کا باعث نہ ہوگا سوائے اس کے جتنا سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے کمی واقع ہوتی ہے۔ اور اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جو مَیں تمہاری خاطر شمار کرتا ہوں۔ پھر مَیں پوری پوری جزا تم کو عطا کرتا ہوں۔ مجھے کوئی شمار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں جزا دینے کے لئے شمار کرتا ہوں۔ پس تم میں سے جو شخص خیر پائے (اکثر یہ ہوتا ہے کہ شمار کے بجائے بے حساب جانے دیتا ہے ایسی بھی روایات ہیں) پس تم میں سے جو شخص خیر پائے اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔ اور جو اس کے سوا پائے اسے چاہئے کہ وہ صرف اپنے نفس کو ہی ملامت کرے۔ سعید کہتے ہیں کہ جب راوی یہ حدیث بیان کرتے تھے تو گھٹنوں کے بل گر جاتے تھے۔

پس یہاں جو فرمایا کہ حمد کرے تو یہ حمد عبادت ہی سے ہے جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ پیدا ہوگی اتنی ہی زیادہ عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ فرمایا کہ اگر نہیں کرو گے مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ سب دنیا کے بندے، موجود بھی، پہلے بھی اور نئے آئندہ بھی جو دنیا میں آنے والے ہیں وہ بھی اگر متقی بن جائیں اور ایک متقی شخص کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری حکومت اور ملکیت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ادنیٰ سا بھی فرق نہیں پڑے گا اتنی بھی کمی نہیں ہوگی۔ اگر سب برائیوں اور گناہوں میں مبتلا ہو جائیں تو بھی میری سلطنت اور بادشاہت میں کمی نہیں ہوگی۔ اتنی کمی بھی نہیں ہوتی جتنی سمندر میں ایک سوئی کو ڈبونے سے اس کے نکے میں جو پانی کا قطرہ چمٹ جاتا ہے اس پانی کے نکلنے سے کمی ہوتی ہو۔ یہ سب چیزیں تو تمہارے فائدے کے لئے ہیں۔ اپنی دنیا اور عاقبت سنوارنے کے لئے تم یہ عبادت کرتے ہو اگر تم میرے سامنے جھکتے ہو۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو اس لئے سجدے میں بہت دعا کرو‘‘۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ ما یقول فی الرکوع والسجود)

یہ عبادت کے طریق ہیں۔ نماز کی طرف توجہ ہے۔ جو نماز پڑھے گا تو سجدے میں بھی جائے گا۔ تو نمازوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ پھر نمازوں میں سجدے میں سب سے زیادہ دعا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کیونکہ ایک جگہ فرمایا کہ نماز ہی عبادت کا مغز ہے۔ نمازوں میں بھی جیسا کہ میں نے کہا جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے اچھا موقع ہے وہ سجدے کی حالت میں ہے۔ جب انسان نہایت عاجزی سے اپنا سر خدا تعالیٰ کے آستانہ پر رکھتا ہے آگے جھکتا ہے، اس سے التجا کرتا ہے، اس سے مانگتا ہے۔ یہی حالت ہے جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بہت قریب انسان ہوتا ہے۔ اس لئے اس وقت بہت زیادہ مانگنا چاہئے۔ اور اس وقت مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو بھی جوش میں لاؤ، اور رحم کو بھی جوش میں لاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’غرض کہ ہر آن اور پل میں اس کی طرف رجوع کی ضرورت ہے اور مومن کا گزارا تو ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کا دھیان ہر وقت اس کی طرف لگا نہ رہے۔ اگر کوئی ان باتوں پر غور نہیں کرتا اور ایک دینی نظر سے ان کو وقعت نہیں دیتا تو وہ اپنے دنیوی معاملات پر ہی نظر ڈال کر دیکھے کہ خدا کی تائید اور فضل کے سوا کوئی کام اس کا چل سکتا ہے؟۔ اور کوئی منفعت دنیا کی وہ حاصل کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ دین ہو یا دنیا ہر ایک امر میں اسے خدا کی ذات کی بڑی ضرورت ہے۔ اور ہر وقت اس کی طرف احتیاج لگی ہوئی ہے۔ جو اس کا منکر ہے سخت غلطی پر ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے کہ تم اس کی طرف میلان رکھو یا نہ۔ وہ فرماتا ہے ﴿قُلْ مَایَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لاَ دُعَاؤُکُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت :78) کہ اگر اس کی طرف رجوع رکھو گے تو تمہارا ہی اس میں فائدہ ہوگا۔ انسان جس قدر اپنے وجود کو مفید اور کارآمد ثابت کرے گا اسی قدر اس کے انعامات کو حاصل کرے گا۔ دیکھو کوئی بیل کسی زمیندار کا کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو مگر جب وہ اس کے کسی کام بھی نہ آوے گا نہ گاڑی میں جتے گا، نہ زراعت کرے گا، نہ کنویں میں لگے گا تو آخر سوائے ذبح کے اور کسی کام نہ آوے گا‘‘۔ یہاں بھی اب جانور جو ہیں جو کسی کام کے نہیں ہوتے وہ ذبح کئے جاتے ہیں۔ یا علاوہ ان کے خاص طور پر اس لئے پالے جاتے ہوں۔ پھر فرمایا: ’’ایک نہ ایک دن مالک اسے قصاب کے حوالے کردے گا‘‘۔ (بیل کی مثال دے رہے ہیں) تو ’’ایسے ہی جو انسان خدا کی راہ میں مفید ثابت نہ ہوگا تو خدا اس کی حفاظت کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا۔ ایک پھل اور سایہ دار درخت کی طرح اپنے وجود کو بنانا چاہئے تاکہ مالک بھی خبر گیری کرتا رہے۔ لیکن اگر اس درخت کی مانند ہوگا کہ جو نہ پھل لاتا ہے اور نہ پتے رکھتا ہے کہ لوگ سائے میں آ بیٹھیں تو سوائے اس کے کہ کاٹا جاوے اور آگ میں ڈالا جاوے اور کس کام آ سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ ﴿مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ﴾ (الذاریات: 57)۔ جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنا لوں، فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جاوے۔ تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن مہلت دے کر واپس بلا لے اَور کیا سلوک کیا جاوے۔

انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے اس کے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاوے گا۔ اگر یہ درد اس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جاوے گا۔ خدا تعالیٰ مہلت اس لئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اس کے حلم سے خود ہی فائدہ نہ اٹھاوے تو اسے وہ کیا کرے۔ پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے۔ سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجا لاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آوے گی۔ اس لئے دل کا رجوعِ تام اس کی طرف ہونا ضروری ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 221-222 جدید ایڈیشن)

یعنی مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف دل لگا رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ شیطانی وسوسوں اور خیالات سے بچا کر رکھے۔ ہمارے دلوں میں کبھی یہ خیال نہ آئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کا کہہ کر ہمیں کسی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ بلکہ ہم بھی اپنے آقا و متاع کی پیروی میں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نمازوں اور عبادتوں میں تلاش کرنے والے ہوں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آسٹریلیا جیسے وسیع وعریض ملک میں
رؤیت ہلال کا مسئلہ

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ﴾ (البقرۃ:185) یعنی جو تم میں سے رمضان کا مہینہ دیکھے یا پائے (مقیم ہونے اور صحت کی حالت میں) وہ رمضان کے روزے رکھے۔ مہینہ کو دیکھنے یا اُس کی شہادت دینے کا مطلب ہے رمضان کے چاند کو دیکھنا اور شَھِدَ کے لفظ سے یہ استنباط کیا گیا ہے کہ رؤیت کی بنیاد شک پر نہ ہو بلکہ یقین پر ہو کیونکہ ایک مذہبی فریضہ کی بنیاد شک پر یا سنی سنائی بات پر نہیں رکھی جا سکتی۔ نئے چاند کی رؤیت آنکھوں سے بھی ہوسکتی ہے اور علمی بھی جس کی بنیاد یقینی سائنسی علم پر ہو۔ اس لئے اس حکم کی روح یہ ہے کہ چاند یقینی طور پر ننگی آنکھ سے نظر آئے۔ محض چاند کا افق پر موجود ہونا اور غروب آفتاب کے بعد بھی وہاں موجود رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شہادت کے لحاظ سے قابل اعتبار بھی ہو اور بلاشک وشبہ نظر بھی آجائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر دھند یا بادل وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آسکے تو بھی مہینہ کے تیس دن پورے کرو۔

آسٹریلیا ایک وسیع وعریض ملک ہے اور ہمیشہ امکان ہوتا ہے کہ کسی حصہ میں چاند نظر آجائے۔ تو سوال پیدا ہوا کہ کیا ایسی صورت میں جن مقامات پر ننگی آنکھ سے تو چاند نظر نہیں آیا لیکن ماہرین کے یقینی حساب کے مطابق چاند افق پر بعد غروب آفتاب بھی موجود ہوگا وہاں رمضان کا آغاز یا عید کر لی جائے یا نہیں۔

دوسری بات یہ کہ کیا کوئی ایسا فارمولا مرکز میں جماعت نے وضع کیا ہے جس کی شرائط پورے ہونے پر نیا چاند دیکھنا یقینی طور پر ممکن ہوتا ہو تو اس کی وضاحت حاصل کی جائے۔ ہم نے ان باتوں کی وضاحت کے لئے مرکز سے جو استفسار اس بارہ میں کئے ہیں یا جو فقہ احمدیہ اس بارہ میں کہتی ہے اور خلفاء مسیح موعود علیہ السلام نے جو رہنمائی فرمائی ہے، اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

رؤیت عینی ورؤیت علمی
دونوں درست ہیں

فقہ احمدیہ میں لکھا ہے۔ ''رمضان کے روزوں کے لئے حکم ہے کہ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُاالْھِلَالَ (بخاری کتاب الصوم) جب تک ماہِ رمضان کا چاند نظر نہ آئے روزہ نہ رکھو۔ یہ رؤیت نظری بھی ہوسکتی ہے اور علمی بھی۔

رؤیت علمی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شعبان کے پورے تیس دن گزر چکے ہوں یا باتفاق علماء امت ایسا حسابی کیلنڈر بنا لیا جائے جس میں چاند نکلنے کا پورا پورا حساب ہو اور غلطی کا امکان نہ رہے۔

ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ چاند نکلنے کی خبر شرعاً معتبر ہے۔ اس کے مطابق حسب فیصلہ ارباب علم واقتدار عمل کیا جائے گا۔

آنحضرت ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عید شک کی بنیاد پر نہیں منانی چاہئے۔ ''عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَ اَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ،فَاِنْ اُغْمِیَ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلَاثِیْنَ ۔وَفِیْ رِوَایَۃٍ :فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِیْنَ یَوْمًا۔

(بخاری کتاب الصوم ۔باب قول النبی ﷺ اذا رَاَیْتُمُ الْھِلَا لَ فَصُوْمُوا ...)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو یعنی عید مناؤ۔ اور اگر دھند یا بادل کی وجہ سے انتیس تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو یا چاند اس روز ہوا ہی نہ ہو تو شعبان اور اسی طرح رمضان کے تیس دن پورے کرو۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ اگر تم بادل کی وجہ سے چاند نہ دیکھ سکو تو تیس دن کے روزے رکھو۔''

چاند دیکھنا وہی معتبر ہے
جو عام آنکھ سے نظر آجائے

فقہ احمدیہ میں ہے:

''**سوال :** ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اوپر جانے والوں کو اگر رمضان یا عید کا چاند نظر آجائے لیکن زمین پر ظاہری آنکھ سے کسی کو نظر نہ آئے تو کیا روزہ یا عید ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب : اس طرح چاند دیکھنے کا شرعاً اعتبار نہیں کیونکہ یہ تکلّف ہے۔ چاند کا دیکھنا وہی معتبر ہے جو عام آنکھ سے بغیر کسی تکلّف یا سائنسی آلہ کی مدد کے دیکھا جائے۔ مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں ماہ رمضان کے روزہ کے لئے ایک معتبر آدمی کی یہ گواہی کہ اس نے چاند دیکھا ہے جائز التسلیم ہوگی اور عید منانے کے لئے دو معتبر آدمیوں کی گواہی ضروری ہے ۔ تاہم اس قسم کے معاملات میں جماعت مسلمین کے مرکزی نظام کو آخری فیصلہ کا اختیار حاصل ہے۔''

(فقہ احمدیہ صفحہ 282)

رمضان اور عید انہیں مقامات پر اکٹھے کئے جاسکتے ہیں جن کا مطلع مشترک ہو

فقہ احمدیہ کے مطابق ایک ہی دن عید منانے کے لئے ان مقامات کے افق اور مطلع میں اتحاد ضروری ہے۔

سوال : اگر کسی ملک میں 29 تاریخ کو مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے اور کسی اور ملک سے ریڈیو پر اطلاع مل جائے کہ چاند نظر آگیا ہے تو کیا اوّل الذکر ملک کے لوگ اس رؤیت کی اتباع کر سکتے ہیں؟

جواب : اگر افق اور مطلع میں اتحاد ہو تو ایک علاقہ کے لوگ دوسرے علاقہ کی رؤیت پر روزہ افطار کر سکتے ہیں اور عید منا سکتے ہیں۔ رمضان شروع ہونے کا بھی یہی حکم ہے۔ دُور کے ممالک جن کا افق یا مطلع ایک نہیں اس حکم کے ماتحت نہیں آتے۔ اسی طرح بعض اوقات حکومتوں کا اختلاف بھی اثر انداز ہوتا ہے۔''

(فقہ احمدیہ صفحہ 280)

افق یا مطلع ایک ہونے کا مطلب ہے کہ ان علاقوں میں چاند ہمیشہ اکٹھے ہی چڑھتے اور غروب ہوتے ہیں یا سورج ایک ہی سٹینڈرڈ ٹائم پر غروب ہوتا ہو۔ (لوکل ٹائم چونکہ مقامی سہولت کے مطابق رکھا جاتا ہے اس لئے وہ نہیں)۔ رمضان کے آغاز واختتام کا مختلف مقامات میں مختلف ہونا خواہ ان کا تعلق ایک ہی ملک سے ہو یا مختلف ملکوں سے ایک قدرتی اور طبعی امر ہے اس لئے اس کو مٹانے کی کوشش کرنا غیر قدرتی بات ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 19 جنوری 1996ء کو مسجد فضل لندن میں اس بارہ میں مفصل رہنمائی فرمائی۔ (ملاحظہ ہو الفضل انٹرنیشنل 8 تا 14 مارچ 1996ء اور الفضل ربوہ 15/اکتوبر 2004ء)

اس میں حضورؒ فرماتے ہیں۔

''یہ جو جھگڑے چل رہے ہیں آج اُن کا رمضان شروع ہوگیا ہے کل ان کا رمضان شروع ہوگیا ان جھگڑوں کا قضیہ ہی چکا دیا جائے مگر قرآن تو نہیں چکاتا۔ قرآن کریم نے تو اس مضمون کو کھلا چھوڑا ہوا ہے ﴿مَنْ شَھِدَمِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ﴾ ۔ ہوسکتا ہے ایک ہی ملک میں رہتے ہوئے اس ملک کے افق الگ الگ ہوں اگر ایک شخص نے ﴿مَنْ شَھِدَمِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ﴾ کے وقت کو پایا ہو تو اس پر فرض ہے کہ روزے رکھے۔ ایک وہ جس نے نہیں پایا اس پر فرض نہیں ہے بلکہ مناسب نہیں ہے کہ رکھے۔ اسے انتظار کرنا ہوگا جب تک اس کا اطلاق نہ ہو۔''

پھر فرمایا: ''جس پر یہ مہینہ طلوع ہوگا اُسی کو روزے رکھنے ہیں۔ دیکھا دیکھی سنی سنائی بات پر روزے نہیں رکھنے۔''

نیز فرمایا: ''اگر افق مشترک ہے تو سب کا ہی رمضان شروع ہو جائے گا اور اگر افق مشترک ہے تو سب کی ہی عید ہو جائے گی۔''

ایک ہی ملک میں اکٹھے ایک ہی دن عید منانے کے بارہ میں آپ نے فرمایا: ''امریکہ کی چوڑائی میں وسعت اتنی بڑی ہے کہ وہاں بھی کم وبیش اتنا ہی فرق پڑ جاتا ہے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ایک ملک میں بھی بیک وقت رمضان شروع ہوسکتا ہے یا بیک وقت ایک ملک میں ایک عید کا دن طلوع ہوسکتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 19جنوری 1996ء)

امسال آسٹریلیا کے بعض مقامات میں چاند یقینی طور پر نظر آئے گا۔ بعض علاقے ایسے ہیں کہ امکان ہے یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ اور اکثر مقامات میں افق پر موجود ہونے کے باوجود ننگی آنکھ سے نظر نہیں آسکتا۔ ہم نے مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ سے جب اس بارہ میں مسئلہ پوچھا تو انہوں نے محترم محمود احمد صاحب شاہد امیر آسٹریلیا کے نام اپنے خط محررہ 20/اکتوبر 2004ء میں لکھا:

''وکالت تبشیر ربوہ کی معرفت آپ کا خط دارالافتاء میں موصول ہوا آپ نے دریافت کیا ہے کہ اگر کسی ملک میں ایک جگہ چاند نظر آجائے اور وہ جگہ دوسرے مقامات سے چار ہزار کلو میٹر دور ہو تو کیا سارے ملک میں ایک ہی روز رمضان کا آغاز اور اختتام ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جواباً تحریر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 19/جنوری 1996ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اس بارہ میں مفصل رہنمائی فرمائی ہے۔ یہ خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل لندن 8 تا 14 مارچ 1996ء میں شائع شدہ ہے۔ اس خطبہ کی روشنی میں عرض ہے کہ اگر کوئی ملک اتنا بڑا ہے کہ اس کے بعض علاقوں کا افق دوسرے علاقوں سے مختلف ہے تو پھر ایک ہی دن رمضان کا آغاز کرنا یا عید منانا درست نہیں۔ ہر علاقے میں رمضان کا آغاز اور اختتام اس علاقے کے افق کے مطابق ہونا چاہئے۔''

پھر افق ایک ہونے کی تشریح کے لئے ہم نے مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن سے رجوع کیا اور ساتھ نیوزی لینڈ کے ایک دوست بشارت احمد خان صاحب انجینئر کا تیار کردہ چارٹ اور نقشہ بھی انہیں بھجوایا تا انہیں فیصلہ میں سہولت

اعلیٰ معیار کی ضامن
چناب سویٹس
ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔
بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے
Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہو۔ چارٹ میں آسٹریلیا کے مختلف مقامات کے طول بلد، عرض بلد اور 13 نومبر 2004ء کے روز چاند کی عمر بوقت غروب آفتاب اور چاند اور سورج کے درمیان زاویہ وغیرہ کی تفصیل دی ہوئی تھی اور نقشہ میں وہ مقامات دکھائے گئے تھے جہاں چاند کی عمر تا غروب آفتاب 20 گھنٹے سے زائد اور زاویہ 10 ڈگری سے زیادہ تھا کیونکہ مرکز کے فارمولا کے مطابق ان مقامات پر چاند یقینی طور پر نظر آجانا چاہئے۔ اکثر مقامات وہ تھے جو ان دونوں معیاروں پر پورا نہ اترتے تھے۔ وہاں چاند نظر نہیں آسکتا۔ اور کچھ مقامات ان دونوں کے درمیان ایسے دکھائے گئے تھے جہاں امکان ہے کہ چاند نظر آجائے لیکن یقینی نہیں اس لئے ان کا فیصلہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کے مطابق 13 نومبر کو ہی ہوسکتا ہے۔ مولانا راشد صاحب نے خط کے ذریعہ حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے رہنمائی کی درخواست کی۔ چونکہ خط اور حضور کا فیصلہ جماعت کی عمومی رہنمائی کے لئے فائدہ مند ہوگا اس لئے درج ذیل ہے:۔

"سیّدی و مولائی! اید کم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آسٹریلیا کے امیر صاحب نے عید الفطر کے دن کے بارہ میں استفسار کیا ہے۔ ان مقامی حالات کے لحاظ سے رؤیت کی جو صورت حال بنتی ہے وہ بشارت احمد خان صاحب کی تفصیل سے تیار کر کے بھجوائی ہے۔ نقشہ بھی بھجوایا ہے۔

اس وقت جس فارمولے پر جماعتوں میں عمل کیا جارہا ہے وہ یہ ہے کہ غروب آفتاب کے وقت چاند کی عمر 20 گھنٹے سے زائد ہو اور Elongation دس ڈگری سے زیادہ ہو تو رؤیت کا بہت قوی امکان ہے اور اُسے رؤیت شمار کرتے ہوئے فیصلہ کیا جاتا ہے۔

آسٹریلیا کی اس دفعہ عید الفطر پر یہ صورت بنتی ہے کہ برِّ اعظم کے مغربی حصہ میں پرتھ والے حصہ میں 13 نومبر کو رؤیت ہوگی۔ درمیانی حصہ میں جس میں ایڈیلیڈ کی بڑی جماعت آتی ہے وہاں رؤیت کا تھوڑا سا امکان ہے یعنی Marginal کیس ہے اور برِّ اعظم کے جنوب مشرقی حصہ میں جس میں سڈنی، ملبورن، کینبرا اور برسبین کی بڑی جماعتیں ہیں رؤیت ممکن نہیں ہوگی۔

مکرم ملک خلیل الرحمٰن صاحب جو اس بارے میں اچھا تجربہ رکھتے ہیں اور اس موضوع پر کام کرتے رہے ہیں ان سے اس بارہ میں مشورہ کرنے کے بعد یہ صورت مناسب لگتی ہے کہ:

1۔ مغربی آسٹریلیا میں (اور ایڈیلیڈ میں 13 نومبر کو چاند واقعی طور پر نظر آنے کی صورت میں) عید الفطر 14 نومبر کو ہوجائے گی ورنہ 15 نومبر کو۔

2۔ جنوب مشرقی آسٹریلیا میں عید الفطر 15 نومبر کو ہو۔

حضور انور کی خدمت میں نہایت ادب سے بغرض ہدایت یہ معاملہ پیش ہے تا کہ اس کے مطابق جماعت آسٹریلیا کو جواب بھجوا دیا جائے۔

حضور کا ادنیٰ ترین خادم

عطاء المجیب راشد۔ 26.10.04

اس پر حضور انور نے پرتھ کے بارہ میں ارشاد فرمایا: "یہ 14 نومبر کو عید کر سکتے ہیں۔"

ایڈیلیڈ کے بارہ میں لکھا:

"شک میں نہ پڑیں اگر 13 نومبر کو رؤیت ہو تو ٹھیک ورنہ 15 نومبر کو کریں۔"

(دستخط مرزا مسرور احمد)

انشاء اللہ یہ فارمولا آئندہ کے لئے بھی کام آئے گا۔ بہرحال رمضان کا آغاز و اختتام شک کی بنیاد پر نہیں بلکہ یقینی بات پر ہی ہونا چاہئے جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ رویت نظری یا علمی ضروری ہے۔

❁❁❁❁❁

MBEYA (تنزانیہ) میں
مشن ہاؤس کا افتتاح

رپورٹ: فیض احمد زاہد۔ امیر و مشنری انچارج تنزانیہ

MBEYA زمبیا کے بارڈر پر نہایت خوبصورت شہر ہے اور تجارتی لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ قبل ازیں وہاں ایک گھر میں نماز سنٹر بنایا ہوا تھا۔ وہاں مشن ہاؤس کی اشد ضرورت تھی۔ شہر کی اہمیت کے پیش نظر وہاں زمین کی بہت قیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک عمارت جو کہ قریباً 9/10 کمروں پر مشتمل شہر کے وسط میں نہایت اونچی باموقع جگہ پر واقع ہے مناسب قیمت پر خریدنے کی توفیق مل گئی۔

مشن ہاؤس کی خریداری

جماعت احمدیہ اُمبیا (MBEYA) نے مسلسل جدوجہد کے بعد ایک مکان جاکارانڈا (JAKARANDA) کے علاقہ میں دیکھا جو نیشنل بنک آف کامرس کی ملکیت تھا۔ اسی طرح مرکز سلسلہ سے آئے ہوئے خصوصی مہمان نمائندہ مکرم مرزا فضل احمد صاحب وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ بھی MBEYA تشریف لائے اور اس مکان کو پسند کیا۔ مرکز سے منظوری کے بعد اس کی خریداری اور مرمت کا کام کیا گیا۔

خریداری کے دوران ہمیں کئی امتحانوں میں سے گزرنا پڑا۔ مخالفین نے زبردست مخالفت کی جن میں پیش پیش عیسائی تھے اس کے باوجود جماعت کی کوششوں کو خدا تعالیٰ نے قبول فرمایا اور ہم اس مشن ہاؤس کو حاصل کرنے اور آباد کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

مشن ہاؤس کا تعارف

یہ مشن ہاؤس جاکارانڈا (JAKARANDA) کے علاقہ میں واقع ہے۔ اس مشن ہاؤس کے ۱۰ بڑے چھوٹے کمرے ہیں۔ ۲ باورچی خانے، ۳ باتھ روم، ۳ ٹائلٹ، گیراج، ٹی وی ہال، ڈائننگ ہال، سٹنگ روم کے علاوہ ۲ برآمدے بھی ہیں۔

مشن ہاؤس کے باہر کے پلاٹ کو لکڑی کی مضبوط باڑ سے محفوظ کیا گیا ہے۔ مکان کے اکثر فرش ماربل چپس کے ہیں اور نہایت قیمتی لکڑی سے بنی ہوئی خوبصورت چھتیں ہیں۔

مرمت کا کام

مشن ہاؤس خریدنے کے بعد اس کی مرمت کا کام شروع کروایا اور اس سارے کام کا کنٹرکٹ ایک مخلص احمدی دوست محترم یونس ورده صاحب کو دیا۔ جنہوں نے دن رات کی مسلسل محنت سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ سارے مشن ہاؤس کو رنگ و روغن کروایا گیا۔ لوہے کے مضبوط دروازے اور گرل لگائی گئیں۔ سنٹرل ورکس، بجلی اور لکڑی کا کام کروایا گیا۔ ایک ماہ کی مسلسل محنت اور جدوجہد کے بعد پہلے سے زیادہ خوبصورت اور مضبوط مشن ہاؤس جماعت کے سپرد کیا۔

افتتاحی تقریب کی تیاریاں

مشن ہاؤس کی مرمت مکمل ہونے کے ساتھ ہی یہاں کے مرکزی مبلغ مکرم فرید احمد تبسم صاحب نے افتتاحی تقریب کیلئے تیاریاں شروع کردیں۔ مجلس عاملہ MBEYA کے ہمراہ متعدد اجلاسات کئے گئے جن کا ایجنڈا یہی رہا کہ کس طرح اس افتتاحی تقریب کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنایا جاسکتا ہے۔ اس سارے کام کو کمیٹیاں بنا کر احباب جماعت کے سپرد کیا۔ سرکاری افسران کو اس تقریب میں شمولیت کے خصوصی دعوت نامے بھجوائے گئے اور اس کے ساتھ اس تقریب کو منانے کیلئے خصوصی اجازت نامہ گورنمنٹ سے حاصل کیا گیا۔

وقارِ عمل

جماعت احمدیہ اُمبیا کے سارے افراد انصار اور لجنہ اماء اللہ نے بڑی محنت سے اس مشن ہاؤس کے اندرونی اور بیرونی حصّوں کو صاف کیا۔ اس وقارِ عمل کے ذریعہ ایک خطیر رقم کی بچت کی گئی۔

لجنہ اماء اللہ نے مشن ہاؤس کے اندرونی اور انصار و خدام نے بیرونی حصوں کو صاف کیا۔ راستوں کو ہموار کیا گیا۔ باڑ کو سفید چونا سے سجایا گیا۔ اور صفائی کے بعد پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا۔ محکمہ صحت والے بھی اس کو دیکھنے آئے تو انہوں نے بھی صفائی کے معیار کو سراہا۔

افتتاحی تقریب

افتتاحی تقریب کے لئے 21 جون کا دن مقرر کیا گیا۔ صدر انصار اللہ تنزانیہ، صدر لجنہ اماء اللہ تنزانیہ اور صدر خدام الاحمدیہ تنزانیہ کے علاوہ کئی مہمان تھے جو 2 خصوصی گاڑیوں پر اس تقریب میں شمولیت کیلئے دارالسلام سے وہاں تشریف لائے۔ سرکاری عہدیداران میں ریجنل سرکاری آفیسر جناب A.M.NJALAMBAHA کونسلر کے علاوہ کئی دوسرے سرکاری افسران بھی حاضر تھے۔

ان مہمانوں کی آمد کے ساتھ ہی تقریب کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جو مکرم معلم حسن صاحب نے کی۔ اس کے بعد صدر جماعت احمدیہ نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں جماعت احمدیہ MBEYA کی تاریخ سے لیکر آج کے دن تک کی خدمات کا ذکر کیا گیا تھا۔ اس سپاسنامہ کو پڑھنے کے بعد اس کی ایک کاپی مہمان خصوصی کی خدمت میں پیش کی گئی۔

اس کے بعد مکرم فرید احمد تبسم نے تقریر کی۔ جس میں جماعت احمدیہ اُمبیا کی مختصر تاریخ اور کاموں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ریجنل آفیسر نے تقریر کی اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے بہت خوشی کا اظہار کیا اور امید ظاہر کی کہ جماعت احمدیہ زندگی کے ہر شعبہ میں تعاون کرے گی جس طرح گزشتہ تاریخ احمدیت سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ نے زندگی کے ہر شعبہ میں گورنمنٹ ساتھ تعاون کیا ہے۔

مہمان خصوصی کی تقریر کے بعد خاکسار فیض احمد زاہد نے اختتامی خطاب میں آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمات کا ذکر کیا۔ خصوصاً جماعت احمدیہ تنزانیہ نے علم و طب کے میدان میں جو خدمات کی ہیں ان کا ذکر کیا اور سرکاری عہدیداران کو یقین دہانی کروائی کہ جماعت احمدیہ ہر وقت خدمت کیلئے تیار ہے اور آئندہ بھی گورنمنٹ کے شانہ بشانہ بنی نوع انسان کی خدمت کرتی رہے گی۔ انشاء اللہ

آخر پر خاکسار نے مہمان خصوصی کی خدمت میں جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا جو انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ دعا کے ساتھ تقریب کا اختتام ہوا۔

تصویری نمائش اور بک اسٹال

اس تقریب کے اختتام کے بعد سرکاری و مرکزی افسران اور عہدیداران کے علاوہ دور نزدیک سے آئے ہوئے احباب جماعت نے تصویری نمائش دیکھی اور بک سٹال کا معائنہ کیا۔ اخباری نمائندگان نے بھی بڑی دلچسپی سے ان سٹالز کو دیکھا اور اخبارات میں خبریں شائع کرنے کے لئے نوٹس لئے۔

تقریب کے اختتام پر آئے ہوئے مہمانوں کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ جو لجنہ اماء اللہ MBEYA نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا۔ اس طرح کامیابی کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔ الحمد للہ

❁❁❁❁❁

Punjab Sweets & Restauran

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔

کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔

ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز

Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

اسلام ان ممالک میں جہاں دن اور راتیں بہت لمبی ہوتی ہیں

(تحریر فرمودہ: حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

سوال: چند روز ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نشان کے متعلق ایک عزیز کا خط آیا۔.........اس خط کا دوسرا حصہ یہ ہے ’’غیر مسلموں کا اعتراض ہے کہ چونکہ نمازوں کا تعلق سورج سے ہے اور زمین کے اس حصہ پر جہاں چھ ماہ مسلسل دن اور رات رہتے ہیں۔اس نماز کو سورج کے اوقات کے مطابق ادا نہیں کیا جا سکتا۔اس لئے اس سے ثابت ہوا کہ اسلام عالمگیر مذہب نہیں ہے۔‘‘

جواب: جواباً عرض ہے کہ اگر عالمگیر مذہب ہونے کے یہ معنے ہیں کہ تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی تو یہ بات بالبداہت غلط ہے اور نہ اسلام نے کبھی ایسا دعویٰ کیا۔بلکہ برخلاف اس کے یہ کہا ہے کہ دیگر مذاہب بھی قیامت سے پہلے تک دنیا میں قائم رہیں گے۔بلکہ قیامت سے پہلے تو دنیا میں کفار ہی کفار ہوں گے۔ہاں عالمگیر کے یہ معنے ہیں کہ ہر ملک اور قوم کا انسان اُسے قبول کر سکتا ہے اور یہ دین ایک آسان دین ہے اور ہر تنگی کا جو ملک، موسم، بیماری، سفر اور پیداوار وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کا اسلام میں علاج موجود ہے تو ان معنوں میں واقعی یہ عالمگیر مذہب ہے۔

ہر تنگی کا علاج

اگر قطب شمالی پر ایک مسلمان پہنچ جائے گا تو اس کا دین اُسے کوئی تکلیف نہیں دے گا اور جو جو سہولتیں اسے درکار ہوں گی انہیں مہیّا کر دے گا۔اور اگر صحرائے افریقہ میں کوئی مسلمان چلا جائے گا تو وہاں بھی اس کے لئے جو سہولتیں ضروری ہیں اسلام سب کو مہیّا کرے گا اور کبھی اس کو یہ شکایت پیدا نہ ہو گی کہ افسوس مسلمان ہونے کی وجہ سے مجھے یہ مالا یطاق تکلیف محسوس ہوئی۔پانی نہ ملے گا یا سخت سرد پانی کی وجہ سے بیماری کا خطرہ ہوگا تو تیمم کر لے گا۔سفر اور مرض میں روزہ چھوڑ دے گا۔مسافر ہو گا تو نمازیں قصر کر لے گا۔ضرورت حقہ پر چار بیبیاں تک کر لے گا۔بھوکا مرنے لگے گا تو سؤر تک قرآنی اجازت کے مطابق کھا لے گا اور اپنی جان بچانے کے لئے سیلف ڈیفنس میں حملہ آور کو قتل کر دے گا نیز ضروری علاج کے طور پر شراب بھی استعمال کرے گا۔غرض ﴿مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج:79)۔(ترجمہ: اور دین (کی تعلیم میں تم پر کوئی تنگی کا پہلو اختیار نہیں کیا) کے مطابق اس کے لئے ایسے راستے کشادہ ہیں کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہی ایک مذہب دراصل عالمگیر مذہب ہے۔اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آئس لینڈ اور گرین لینڈ کے باشندے اگر مسلمان ہو جائیں تو اُن کے لئے بھی اسلام نے سہولت کے ایسے ہی راستے کھول رکھے ہیں جیسے دنیا کے دیگر ہر حصہ اور ہر خطہ کے باشندوں کے لئے

لمبے دن اور لمبی راتیں

واضح ہو کہ برف اور سردی کی شدّت کی وجہ سے انسانی آبادی گرین لینڈ وغیرہ میں بہت کم ہے۔......لاکھوں مربع میل زمین پر بمشکل چند ہزار نفوس کی آبادی ہے اور بس۔گویا نہ ہونے کے برابر ہے۔وہ دنیا کا ایک غیر آباد حصہ سمجھنا چاہئے۔ہاں البتہ ناروے، سویڈن اور فن لینڈ کے شمال میں کچھ حصہ ملک کا ایسا ہے جہاں کانیں یا لکڑیوں کے جنگل ہونے کی وجہ سے کچھ بستیاں اور کارخانے موجود ہیں اور یورپ کے لوگ وہاں کاروبار کے لئے جاتے اور رہائش اختیار کرتے ہیں۔مگر یہ سب آبادیاں ایسی جگہ واقع ہیں جہاں زیادہ سے زیادہ دو اڑھائی ماہ کا دن اور دو اڑھائی ماہ کی رات ہوتی ہے۔اس سے زیادہ شمال میں انسان نہیں رہ سکتا۔6 ماہ کا دن اور 6 ماہ کی رات صرف قطب شمالی اور قطب جنوبی کے ایک محدود علاقہ میں ہوتی ہے جہاں ریچھ تو ملتا ہے مگر انسان نہیں پایا جاتا۔سوائے کسی سائنسدانوں کی مہم کے جو وہاں پر عارضی طور پر گئی ہو۔قطب سے ورے جتنے علاقے ہیں ان میں پھر دن اور رات چھوٹے چھوٹے ہوتے جاتے ہیں۔یعنی مثلاً 5،5 مہینے کے۔اور اور ورے آ کر 4،4 ماہ کے۔پھر 3،3 ماہ کے، پھر 2،2 ماہ کے۔اور یہاں سے پھر ایسا علاقہ شروع ہوتا ہے جہاں کہیں کہیں آبادیاں اور کارخانے پائے جاتے ہیں۔آخر خط استوا کی طرف آتے آتے دن اور راتیں چھوٹی ہوتے ہوتے اسی انداز پر آ جاتی ہیں جیسے ہمارے ملک میں ہیں۔مگر باوجود لمبے دنوں اور لمبی راتوں کے ان ممالک میں جا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا۔وہاں بھی دن کے وقت خواہ دو مہینہ برابر سورج نکلا رہے مگر وہ سورج آسمان پر گول گول دائروں کے چکر کی چال چلتا رہے گا جس میں ہر دائرہ میں سورج کا سفر ہمارے ملک کے ایک دن رات کے برابر ہو گا۔یعنی گو سورج وہاں ہمارے ساٹھ دن کے برابر نکلا رہے گا مگر ساٹھ دفعہ وہ آسمان پر ہر چوبیس گھنٹہ میں ایک دائرہ (Circle) بھی بناتا جائے گا جس سے لوگوں کو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ مثلاً مکہ معظمہ میں (جو خط استوا کے نزدیک ہے) اس وقت فجر کا وقت ہے اور اس وقت دوپہر کا ہے اور اس وقت شام کا وقت ہے اور اب آدھی رات کا۔

دن رات کا اندازہ

سو یہ تو قدرت کا اندازہ ہوا۔مگر ہم کو بالکل اس کی بھی ضرورت نہیں۔کیونکہ جہاں کارخانے، کانیں اور فیکٹریاں ہیں وہاں جب دو مہینے رات ہوتی ہے تو وہ رات کا علاقہ بجلی سے روشن رہتا ہے۔بازاروں اور کارخانوں میں باقاعدہ کام ہوتا رہتا ہے۔لوگ کھاتے بھی ہیں، سوتے بھی ہیں، رفع حاجت بھی کرتے ہیں۔8 گھنٹے کام کر کے باقی گھنٹے کارخانے سے تعطیل بھی مناتے ہیں اور یہ سب چوبیس گھنٹہ کے حساب پر ہوتا ہے۔نہ کہ دو ماہ والے دن کے حساب پر۔یہ نہیں ہوتا کہ جب اس علاقہ میں دو ماہ کی رات ہو تو وہاں کے لوگ دو مہینے سوتے رہتے ہیں اور جب دو ماہ کا دن ہو تو دو ماہ برابر جاگتے رہیں اور دو مہینے والے دن میں ایک دفعہ قضائے حاجت کریں اور صرف دو دفعہ کھانا کھائیں اور اس علاقے میں نوے سال بچہ ماں کے پیٹ میں رہ کر اور حمل کی مدت اس علاقہ کے دنوں کے مطابق پوری کر کے پیدا ہو۔بلکہ وہاں بھی اوقات کا یہی حساب ہے جو ہمارے ملک میں ہے۔خواہ سورج دو ماہ تک برابر نکلا رہے یا چھپا رہے۔مگر کام کاج کے لئے اور قدرتی ضروریات کے لئے وہ ساٹھ دن کے برابر شمار ہو گا نہ کہ ایک دن۔ہر شخص کے پاس وہاں گھڑیاں ہیں کیونکہ انہی گھڑیوں کے اوقات پر ان لوگوں کے سب کاموں اور زندگی کا مدار ہے۔ہر کارخانے میں گھنٹے، کلاک اور ہر فیکٹری میں گھگو (سائرن) اور سیٹیاں بجتی ہیں۔پس یہ سب چیزیں جو اور دیگر حوائج زندگی کے لئے کام آتی ہیں نماز اور روزے کا وقت بتانے کے لئے بھی کام آ سکتی ہیں۔اگر کوئی مسلمان ایسی جگہ چلا جائے تو وہ وہاں مثلاً لندن کے اوقات کے مطابق اپنی گھڑی سے 8 بجے صبح کی نماز پڑھ سکتا ہے اور 2 بجے ظہر کی اور 4 بجے عصر کی اور 9 بجے مغرب کی اور 11 بجے عشا کی۔وغیرہ وغیرہ۔حالانکہ ان سب اوقات میں سورج برابر موجود ہوگا یا بالکل غائب ہوگا۔پس وہاں اندازہ اور حساب جس طرح ہر دوسری چیز پر چلتا ہے نماز اور روزہ پر بھی چلے گا اور گھڑیوں کے اوقات پر چلے گا نہ کہ سورج پر۔

اب میں ترمذی کی حدیث کا حوالہ دیتا ہوں جس میں نواس بن سمعانؓ آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث مسیح موعود اور دجال کے زمانہ کی بابت بیان کرتے ہیں۔جس میں آپ نے فرمایا کہ اُس آخری زمانہ میں دن لمبے ہو جائیں گے حتیٰ کہ بعض دن ایک سال کے برابر ہوگا۔صحابہ نے پوچھا۔یا رسول اللہ جو دن کہ ایک سال کے برابر ہو گا کیا اس دن ہم کو ایک دن کی صرف پانچ نمازیں ہی کافی ہوں گی۔حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں۔بلکہ اندازہ کرنا پڑے گا۔

قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰہ فذالک الیوم الذی کسنۃٍ ایکفینا فیہ صلاۃ یوم۔ قال لا اقدروا لہٗ قدرہ۔

ہم نے عرض کیا۔اے رسول اللہ ﷺ وہ دن جو سال بھر کے برابر ہو گا کیا ہم کو اس میں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی۔فرمایا: نہیں۔بلکہ اندازہ کرنا نمازوں کے اوقات کا۔اور اب تو ایسے مقامات پر گھڑیوں، گھنٹوں، کلاکوں، گھگوؤں، سیٹیوں، گھنٹیوں، توپوں وغیرہ سے ایسے اندازہ میں کوئی دقت ہی نہیں۔کیا اگر لاہور میں آٹھ دن ابر کی وجہ سے سورج نہ نکلے گا تو نمازیں ضائع ہو جائیں گی اور اسلام پر حرف آ جائے گا۔پس جو اندازہ لاہور والے ایسے وقت میں اپنی گھڑیوں سے کریں گے۔وہی قطب شمالی والے بھی کر لیں گے۔کیونکہ جو چیز لاہور میں جائز ہے وہ کسی اور ملک میں بھی جائز ہو سکتی ہے اور جو چیز آٹھ دس دن کے لئے صحیح ہو سکتی ہے وہ سال بھر کے لئے بھی درست ہو سکتی ہے۔پس یہ ہے اسلام کی عالمگیری کہ ہر جگہ کے لئے آسانی اور مسئلہ موجود ہے۔

اور یہ دِقّت بھی نہیں ہے کہ ہمیں ایسے ملکوں اور مقامات پر صرف نماز اور روزہ کے لئے گھڑیاں خریدنی ہوں گی بلکہ ایسے مقامات پر چونکہ لوگوں کا اپنا کام بھی بغیر گھڑیوں کے نہیں چلتا اس لئے کہ ہر شخص گھڑی رکھتا ہے اور اس کے لئے گھڑی رکھنی اپنی دیگر ضروری امور کے لئے لازمی ہے۔پس وہی گھڑی نماز روزہ کے لئے بھی کام دے سکتی ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے
Nayaab Travel Fernreisen
احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔
مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں
Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613
e-mail: nayaab@web.de
Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

خواہ مخواہ کی پیچیدگی

معترض نے خواہ مخواہ اس سوال کو پیچیدہ کر دیا۔ تو وہ یہ اعتراض بھی کر سکتا تھا کہ روزہ سورج سے وابستہ ہے جب ابر آجائے اور سورج دکھائی نہ دے تو روزہ کس طرح کھلے گا اور جب روزہ ہی نہ کھل سکا تو اسلام عالمگیر مذہب کس طرح ہوا۔؟ یا سمندری جہاز پر کوئی مر جائے اور اس کی قبر زمین میں نہ کھودی جا سکے اور نعش دریا برد کر دی جائے تو اسلام عالمگیر مذہب کس طرح ہوا؟

پس ان سب سوالوں کا جواب یہی ہے کہ عالمگیر کے معنے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اس سے صرف اتنے معنے ہیں کہ ہر مشکل جگہ کوئی نہ کوئی سہولت اسلام نے بیان کر دی ہے۔ یہ مراد نہیں کہ خواہ قطب شمالی ہو یا سمندر ہو ہر جگہ ہندوستان والے مسائل ہی چلا کریں یا ہر بات کے لئے صرف ایک ہی مسئلہ بیان کیا گیا ہو۔ بلکہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام نہایت مطابق عقل اعلیٰ مذہب ہونے کے علاوہ نہایت آسان اور نہایت لچکدار Elastic مذہب بھی ہے اور یہ تینوں خوبیاں مشترکہ طور پر کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔ ورنہ وہ عالمگیر مذہب نہیں ہوسکتا تھا۔ اسلام صرف چند عملی رسوم کا نام نہیں ہے کہ اگر وہ اپنی ظاہری صورت پر پوری نہ ہوں گی تو نجات نہ مل سکے گی بلکہ اسلام درحقیقت خدا شناسی اور پھر اس خدا کی کامل فرمانبرداری کی رُوح کا نام ہے۔ خواہ کسی مقام یا ملک میں کوئی عملی حصہ ادا نہ بھی ہو سکے۔ حالانکہ دیگر مذاہب کا تو یہ حال ہے کہ وہ

بُت ترک کرکے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

یہی وجہ ہے کہ معترض کہتا ہے کہ نمازوں کا تعلق سورج سے ہے۔ حالانکہ ہم تو سمجھتے ہیں کہ نماز ایک خاص دعا ہے اور اس کا تعلق خدا سے ہے۔ نماز کے اوقات تو صرف آداب نماز میں داخل ہیں اور جہاں میسّر نہ آسکیں گے وہاں ہم کوئی اور مناسب راستہ اختیار کر لیں گے کیونکہ شریعت نے ایسے راستے بتانے میں بخل نہیں کیا۔

نہایت عجیب دلیل

اور جو حدیث گزری ہے جس میں دن ایک سال کا مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بتایا گیا ہے وہ آج کل بالکل صحیح ثابت ہو رہی ہے یعنی اس زمانہ میں بعض لوگ عین قطب شمالی یا جنوبی تک جا پہنچیں گے جہاں وہ چھ مہینہ کا دن اور چھ مہینہ کی رات پائیں گے۔ گویا پورا دن رات (یوم) وہاں کا ایک سال کا ہوگا۔ پس یہ پیشگوئی بھی مع اپنی تفصیل کے آنحضرت ﷺ کے منجانب اللہ صادق نبی ہونے پر ایک نہایت عجیب دلیل ہے۔

بالآخر یہ عرض ہے کہ اسلام تین وجوہ سے عالمگیر مذہب ہے۔

1۔ ایک تو یہ کہ وہ مختص الملک اور مختص القوم مذہب نہیں ہے۔ اس کی تبلیغ عام اور کافۃ للناس کے لئے ہے۔

2۔ دوسرے یہ کہ ہر انسان اس کو بغیر تکلیف مالایطاق کے دنیا کے ہر حصہ میں اختیار کر سکتا ہے اور کوئی تنگی اور حرج اس کے راستہ میں نہیں ہے اور یہ ہر شخص ہر ملک اور ہر قوم کے لئے آسانی کے ساتھ قابل عمل ہے۔

3۔ تیسرے یہ کہ اسلام اپنی ظاہر طاقت کے ساتھ جملہ مذاہب پر غالب آچکا ہے اور دلائل سے تو ہمیشہ ہی غالب ہے۔ مگر اب مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد روحانی نشانات اور الٰہی تائیدات کے ساتھ ظاہری اور باطنی طور پر پھر اس طرح غالب ہو جائے گا کہ دوسرے مذاہب کے پیرو اس کے متبعین کے سامنے مثل سانسی، شودر اور خانہ بدوش قوموں کے مغلوب، پست اور ذلیل ہو جائیں گے کیونکہ حقیقتاً زندہ اور بابرکت مذہب یہی اور صرف یہی ہے۔ عالمگیر ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی مذاہب کے پیرو دنیا میں رہیں گے ہی نہیں کیونکہ

رنبودے در مقابل روئے مکروہ و سیہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را

(الفضل 13-14 اکتوبر 1943ء بحوالہ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب جلد دوم صفحہ 1187،1194)

دارالسلام (تنزانیہ) کے عالمی میلہ میں احمدیہ بک سٹال

(رپورٹ: فیض احمد زاھد۔ امیر و مشنری انچارج تنزانیہ)

ماہ جولائی کے پہلے ہفتے میں تنزانیہ کے شہر ''دارالسلام'' میں ایک عالمی میلہ منعقد ہوتا ہے جس کا نام ساتویں مہینے (جولائی) کے پہلے سات ایّام کی مناسبت سے ''سبع سبع'' ہے۔ اس عالمی میلے میں دنیا بھر کے ممالک کی شرکت ہوتی ہے اور ہر ملک اپنی مصنوعات کا تعارف کرواتا ہے۔ یہ میلہ ایک بہت بڑی وسیع جگہ پر منعقد ہوتا ہے۔ پورے میلے میں صرف جماعت احمدیہ کو کتب کا سٹال لگانے کی اجازت ہے جس میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ اور تعارف کروانے کی توفیق ملتی ہے۔ ایک دور میں جماعتی کتب کی فروخت میں غیر احمدیوں کی طرف سے رکاوٹیں بھی ڈالی جاتی تھیں لیکن اب صرف خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی کتب فروخت کر سکتی ہے باقیوں کو اس کی اجازت نہیں۔ دوسری بڑی انفرادیت یہ ہے کہ اس پورے علاقے میں صرف جماعت احمدیہ کو توفیق ملی ہے کہ وہاں مسجد تعمیر کرے جہاں ہر فرقہ کے لوگ آکر نماز ادا کرتے ہیں۔ خواتین کے لئے بھی الگ نماز کی جگہ کا انتظام کیا گیا ہے۔

بک سٹال کو حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر مبنی بینرز اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کی تصاویر سے سجایا گیا تھا جو کہ زائرین کی دلچسپی کا باعث تھا۔ امسال میلے کا افتتاح تنزانیہ کے نائب صدر علی محمد شین صاحب نے کیا۔

قرآن کریم کی تلاوت

یہ خصوصیت بھی خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئی کہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ باآواز بلند قرآن مجید کی تلاوت سنانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

کتب

خدام و انصار نے بڑی محنت اور لگن سے جماعتی کتب کو بڑے قرینے سے سجایا تھا۔ چونکہ جماعت کا سٹال برلب سڑک ہے اس لئے زائرین اس میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ خصوصاً مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔ قرآن مجید کے تراجم کے حوالے سے ملکی و غیر ملکی احباب نے جماعتی خدمت کو سراہا۔

تبلیغ

جماعتی کتب اور لٹریچر اپنی ذات میں بہت بڑی تبلیغ تھی تاہم ہمارے معلّمین اور انصار و خدام پر مشتمل ایک ٹیم ہمہ وقت زائرین کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے موجود تھی۔ 11500 کی تعداد میں مفت لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

سٹال پر حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تصاویر آویزاں تھیں۔ ایک روز ایک دوست سٹال پر تشریف لائے اور دیر تک حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کو غور سے دیکھتے رہے اور پھر بڑی ہی رقت آمیز حالت میں تصویر کو بڑی محبت سے بوسہ دے کر چلے گئے۔

الحمد للہ یہ میلہ جماعت احمدیہ کے پیغام کی اشاعت کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

جماعت احمدیہ آسٹریا کے تحت
جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: حافظ راحت احمد۔ جنرل سیکرٹری آسٹریا)

مورخہ 27 مئی یوم خلافت کی مناسبت سے آسٹریا میں جلسہ یوم خلافت کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو و جرمن ترجمہ سے جلسہ یوم خلافت کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ محترم قاضی شفیق احمد صاحب صدر جماعت نے خلافت کی برکات کے موضوع پر خطاب کیا۔ خوش قسمتی سے اسی دن نئے مشن ہاؤس کا افتتاح بھی تھا۔ علاوہ ازیں محترم صدر صاحب نے تمام احباب جماعت آسٹریا کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ صدر صاحب کے بعد مکرم محمد وہاب صاحب نے خلافت کی اہمیت پر نہایت مؤثر تقریر کی اور خلافت کی اہمیت کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشادات پڑھ کر سنائے۔ اس بابرکت جلسہ کی تیسری تقریر محترم شہزاد احمد منّور صاحب نے ''خلافت کی غرض و غایت'' پر کی اور خلفاء احمدیت کے ارشادات پڑھ کر سنائے۔ پروگرام کے مطابق اختتامی خطاب محترم صداقت احمد صاحب مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ نے کیا جس میں انہوں نے ''قرآن کریم میں خلافت کا وعدہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔

جلسہ کے اختتام پر محترم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ جلسہ یوم خلافت اور پھر اسی دن نئے مشن ہاؤس کے افتتاح کی خوشی میں احباب میں مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number:
020 8870 8517

Fax Number:
020 8870 5234

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

جماعت احمدیہ کونگو کنشاسا کے

گیارہویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

42جماعتوں کے تین ہزار سے زائد نمائندگان کی شمولیت۔

بک سٹال اور نمائش کااهتمام۔

ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں جلسه کی کوریج۔

(رپورٹ: طاهر منیر بهٹی مبلغ سلسله)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کونگو کنشاسا کو امسال اپنا گیارہواں جلسہ سالانہ مورخہ 9-10 اکتوبر 2004ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کے لئے تین ماہ قبل ہی شعبہ جات بنا کر انتظامات شروع کر دیئے گئے تھے۔ مکرم امیر صاحب کی زیر ہدایت مکرم عبدالرزاق صاحب بیسالہ (Besala) افسر جلسہ سالانہ نے بڑی محنت کے ساتھ جلسہ کے جملہ انتظامات کئے۔ کنشاسا سے باہر سے تشریف لانے والے نمائندگان جلسہ کے لئے ایک بڑا ہال کرایہ پر لیا۔ اس طرح جلسہ سے ایک ماہ قبل جلسہ کا پروگرام اور دعوت نامے چھپوا کر وسیع پیمانے پر شہر میں تقسیم کئے گئے۔ اور مہمانوں کو شہر کے مختلف مقامات سے جلسہ گاہ تک لانے کے لئے شعبہ ٹرانسپورٹ کے منتظم مکرم موسیٰ بوندو (Bondo) صاحب صدر خدام الاحمدیہ کونگو نے اپنی ٹیم کے ہمراہ بہت محنت سے کام کیا۔

لنگر خانہ کا قیام

امسال جلسہ سالانہ پر کنشاسا سے باہر سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں اور چیف صاحبان کے لئے رہائش کا انتظام ایک بڑے ہال اور مشن ہاؤس میں کیا گیا۔ لنگر خانہ 8/اکتوبر بروز جمعہ سے لے کر 11/اکتوبر بروز سوموار تک جاری رہا۔ لنگر خانہ کے منتظم مکرم موسیٰ کاپینگا (Kapinga) اور ان کے ساتھ کام کرنے والے تمام خدام نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ کھانا تیار کیا۔ شعبہ آب رسانی نے بھی نمایاں خدمات انجام دیں اور کام کرنے والے تمام اطفال اور ناصرات دوران جلسہ احباب کرام کو پانی کی سہولت مہیا کرنے میں مسلسل مصروف رہے۔

9 اکتوبر کو محترم محبّ اللہ خالد صاحب امیر جماعت کونگو کی زیر صدارت اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور پھر نظم پڑھی گئی۔ بعد میں مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد اور تربیت کے متعلق نہایت احسن رنگ میں احباب کو توجہ دلائی اور افتتاحی دعا کروائی۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل تقاریر ہوئیں۔

'جلسہ سالانہ لندن کے بارے میں تأثرات' مکرم ڈاکٹر محمد سلیم خان صاحب نے اور 'خلافت کی اہمیت' مکرم عمر ابدان (Abdan) صاحب نے اور 'اسلام میں نماز کی اہمیت' مکرم عدنان احمد بٹ صاحب مبلغ سلسلہ نے بیان کی۔

تقاریر کے بعد سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں مکرم ملک بشارت احمد صاحب مبلغ کا تانگا (Katanga) نے احباب کے سوالات کے جوابات دیئے۔

شام 3 بجے پہلے اجلاس کا اختتام ہوا۔ اور کھانے کے لئے وقفہ ہوا۔ ساڑھے سات بجے رات مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں۔ اور بعد میں جلسہ کے دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا جس کی صدارت مکرم محمد کونگولو (Kongolo) صاحب نائب امیر نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔

پہلی تقریر 'نظام جماعت احمدیہ' پر مکرم محمد کونگولو (kongolo) صاحب نے اور دوسری تقریر 'اسلام میں معجزات کی حقیقت' مکرم حسنی کسیند و صاحب نے کی۔ بعد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ افریقہ کی ویڈیو دکھائی گئی جسے احباب نے بڑے شوق سے دیکھا اور اپنی روح کی تسکین کے سامان بہم پہنچائے۔

جلسہ کا دوسرا دن

10/اکتوبر کو دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن، درس حدیث اور درس ملفوظات ہوئے۔ اجلاس کی کارروائی گیارہ بجے مکرم محبّ اللہ خالد صاحب امیر جماعت کانگو کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مندرجہ ذیل تقاریر ہوئیں۔

مکرم نور تنگابا (Tingaba) صاحب نے 'اسلام کا خدا'، مکرم مدیاس (Madias) صاحب نے 'حضرت محمد ﷺ بحیثیت رحمۃٌ للعالمین' اور ملک بشارت احمد صاحب مربی سلسلہ Katanga نے 'حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی معہودؑ' کے موضوع پر تقاریر کیں۔

ان تقاریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب کیا۔ جس میں انہوں نے اسلامی جہاد کے متعلق تعلیمات کو نہایت دلکش انداز میں پیش فرمایا۔ پھر جلسہ پر آئے ہوئے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو اپنے فضل سے نوازے اور انہیں اسکی برکات کے دائمی ثمرات عطا فرمائے۔ 3 بجے سہ پہر یہ اجلاس دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کی حاضری

امسال جلسہ سالانہ کنشاسا میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد 3229 رہی۔ اس مرتبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ میں ملک کے کل 6 صوبوں کی 42 جماعتوں کے نمائندگان تشریف لائے جس میں صوبہ کنشاسا، صوبہ باکونگو (Ba-Congo)، صوبہ باندوندو (Badundu)، صوبہ کاتانگا (Katanga)، صوبہ کامانگا (Kamanga) اور صوبہ اکوائیٹر (Eqvatere) اس کے علاوہ جلسہ میں کونگو برازول اور انگولا کی نمائندگی بھی ہوئی۔

ملک میں سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے ٹرانسپورٹ کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اور بعض علاقوں سے آنے کے لئے ایک ماہ تک کا سفر بذریعہ کشتی طے کرنا پڑتا ہے۔

بک سٹال اور نمائش

ہر سال کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت نے بک سٹال اور نمائش کا اہتمام کیا۔ جس میں فرنچ، انگریزی، عربی، سواحیلی، لنگالہ اور چیلوبا زبانوں میں لٹریچر رکھا گیا۔ اسی طرح قرآن کریم منتخب آیات کا مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی رکھا گیا جسے ناظرین نے بڑے شوق سے دیکھا اور استفادہ کیا اور اس بارہ میں مختلف سوالات بھی پوچھے۔

دنیا بھر میں تعمیر ہونے والی مساجد کی بعض تصاویر نمائش میں رکھی گئیں۔ منتظم نمائش مکرم عمر ابدان (Abdan) اور مکرم عدنان احمد بٹ صاحب مبلغ سلسلہ نمائش دیکھنے والے احباب کرام کی رہنمائی کرنے میں تمام وقت مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پریس کوریج

اس کامیاب جلسہ کی رپورٹ لوکل نیشنل ریڈیو نے اپنی خبروں میں پیش کی۔ اور اسی طرح لوکل نیشنل ٹی وی 'راگا' (Raga) نے 12 اکتوبر کو جماعت کے جلسہ کی کارروائی کی جھلکیاں نشر کیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی برکات سے تمام شاملین کو دائمی حصہ عطا فرمائے۔ آمین

تعارف کتب ——— **عبد الباسط شاهد**

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئیاں

عالمی تغیّرات کے بارے میں

مذکورہ بالا نام کی اسّی صفحات کی ایک مختصر کتاب مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب کی جلسہ سالانہ ربوہ 1980ء کی ایک تقریر ہے جو فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں 2003ء میں طبع ہوئی۔ اس کا ناشر نصر پبلی کیشنز جرمنی ہے۔

خدائی پیشگوئیوں کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان حاصل ہو اور یہ ثابت ہو جائے کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے جو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے اور کوئی امر اس کے دائرہ اختیار و اقتدار سے باہر نہیں ہے۔ ہمارے زمانے میں ایمان کو ثریا سے واپس لانے، قرآن مجید کے اوامر و نواہی کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے اور احکامات شریعت پر پوری طرح عمل کروانے کے لئے آنحضرت ﷺ کی بتائی ہوئی علامات اور پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی قدیم سنّت کے مطابق آپ کی شدید مخالفت ہوئی تاہم خدائی تائید و نصرت کے ساتھ آپ کی دعوت دنیا بھر میں پھیلتی چلی گئی۔ آپ کی صداقت و عظمت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختلف قسم کے نشانات عطا فرمائے جن میں سے ایک نشان وہ عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں جو آپ نے خدا تعالیٰ سے خبریں پا کر قبل از وقت دنیا میں شائع فرمائیں اور پھر وہ اپنے وقت پر پوری ہو کر یہ بات ثابت کرتی رہیں کہ ہر قسم کی طاقت و قدرت کا مالک خدا تعالیٰ اپنے بندے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید کر رہا ہے۔

ایسی ہی بعض پیشگوئیوں کا ذکر مذکورہ بالا رسالہ میں کیا گیا ہے مولانا فضل الٰہی انوری صاحب مقدمۃ الکتاب میں لکھتے ہیں:۔

''حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام جو آنحضرت ﷺ کی اتباع میں اور آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق مامور من اللہ اس زمانہ کے ربانی مصلح بن کر آئے آپ کو بھی عالم الغیب خدا کی طرف سے بہت سے عالمی تغیّرات کا قبل از وقت علم دیا گیا۔ وہ اخبار غیبیہ آپ پر کس رنگ میں منکشف ہوئیں اور پھر آئندہ ان کا پورا ہونا کس طور پر مقدر ہے یہ وہ مضمون ہے جس پر یہ عاجز کچھ کہنا چاہتا ہے اس اعتبار سے ان اخبار کو دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اوّل میں وہ اخبار بیان کی جائیں گی جو اس وقت تک عالمی تغیّرات کی شکل میں ظاہر ہو کر پوری ہو چکی ہیں اور تاریخ عالم کا حصہ بن چکی ہیں اور باب دوم میں ایسی اخبار کو بیان کیا جائے گا جو یا تو جزوی طور پر پوری ہوئیں ہیں اور ان کا اپنی پوری شرح و بسط کے ساتھ منصۂ شہود پر آنا آئندہ کسی اور وقت کے لئے مقدر ہے اور یا وہ ابھی کلّیۃً پردہ اخفاء میں ہیں اور آئندہ اپنے وقت پر ظاہر ہو کر دنیا کو خیرہ کر دیں گی۔ انشاء اللہ العزیز''

اس ایمان افروز کتابچہ کے پہلے باب میں سات پیشگوئیاں (جنگ عظیم اوّل، زار روس کا شرمناک انجام، کوریا کی نازک حالت، بنگال کی نسبت الہام، سلطنت روما کا زوال اور ایک جدید ترک حکومت کا قیام، تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد، آہ نادر شاہ کہاں گیا) اور دوسرے باب میں چار پیشگوئیاں (پانچ عالمگیر جنگیں، یاجوج ماجوج کا خروج اور زوال، نیا آسمان اور نئی زمین پیدا ہونے سے متعلق، چار عظیم قوموں کے مستقبل کے بارے میں) بیان کی گئی ہیں۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہ کتاب قادیان میں طبع ہوئی ہے اور ناشر جرمنی کا ایک ادارہ نصر پبلیکیشنز ہے مگر غالباً پاکستان میں عائد پابندیوں اور زیادتیوں کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے اس کتاب یا تقریر کا عنوان ''حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کی پیشگوئیاں'' ہی رہنے دیا گیا ہے اور اسے ''حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی پیشگوئیاں' یا ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں' کی شکل میں مکمل نہیں کیا گیا۔

اگر کتاب کے شروع میں اس کے مضامین کا انڈیکس بھی دے دیا جاتا تو اس سے کتاب سے استفادہ میں قاری کو سہولت ہوتی۔ امید ہے کہ اس مختصر کتاب کا مطالعہ احباب کے لئے دلچسپی و ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰/جولائی ۲۰۰۴ء میں مکرم بشیر احمد رفیق صاحب کا ایک مضمون حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرۃ پر شائع ہوا ہے۔

حضرت چوہدری صاحب کی انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس سے ریٹائرمنٹ کا ایمان افروز قصہ یوں ہے کہ 1972ء میں آپؓ کا نام بطور جج دوبارہ انتخاب کے لئے بھجوایا گیا تھا اور آپؓ کو یقین تھا کہ آپ منتخب ہو جائیں گیکہ اچانک ایک دن آپؓ نے فون کیا اور مضمون نگار سے فرمایا کہ میں فوری طور پر لندن آرہا ہوں۔ لندن آکر آپؓ نے بتایا کہ مجھے تمام ججوں کی طرف سے یہ یقین دہانی کرائی جاچکی تھی کہ انتخاب میں مَیں یقیناً کامیاب ہو جاؤں گا اور مزید 9 سال اس عہدہ پر فائز رہوں گا کہ مَیں نے ایک رات خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا۔ انہوں نے کمال شفقت سے فرمایا: ظفراللہ خان! اب دنیا کے ان جھنجٹوں کو چھوڑ کر بقیہ زندگی کلیتہً خدمتِ دین کے لئے وقف کردو۔ چنانچہ صبح اٹھ کر میں نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا نام واپس لے لیا۔ اور فوراً اس لئے لندن چلا آیا کہ مبادا جج صاحبان مجھے اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور کرنے کی کوشش کریں۔

اس طرح آپؓ نے ایک ایسے اعلیٰ عہدہ کو ٹھکرا دیا جس کے حصول کے لئے لوگ کیا کچھ نہیں کرتے۔ آپؓ چاہتے تو خواب کی تعبیر کسی اور رنگ میں کر سکتے تھے لیکن آپ نے نہ تو دنیوی عہدہ کی پرواہ کی اور نہ اس بات کی پرواہ کی کہ مستقبل میں ذرائع آمدن کیا ہوں گے۔

حضرت چوہدری صاحبؓ کو اپنے وطن پاکستان سے بہت محبت تھی اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ 1947ء میں تقسیم ملک کے منصوبہ کا اعلان ہو گیا تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں فیڈرل کورٹ آف انڈیا سے علیحدہ ہو جاؤں۔ چنانچہ اپنا استعفیٰ بھجوایا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں لاہور جاکر وکالت کے پیشہ سے منسلک ہو جاؤں گا۔ پنڈت نہرو نے مجھے ہندوستان میں رہ جانے کے لئے اعلیٰ عہدوں کی پیشکش بھی کی لیکن میں آمادہ نہ ہوا اور پاکستان جانے کی تیاری شروع کردی۔ انہی دنوں نواب سر حمید اللہ خان والئ بھوپال دہلی تشریف لائے تو انہوں نے مجھے دعوت دی کہ میں کچھ عرصہ کے لئے بطور مشیر اُن کے ساتھ بھوپال جاؤں۔ میں نے اُن کی شفقت کی وجہ سے ان کی پیشکش کو قبول کر لیا۔ ایک شام انہوں نے میری خدمات کے معاوضہ کی بات کی تو میں نے عرض کیا کہ میں کسی معاوضہ کے لالچ میں حاضر نہیں ہوا۔ آپ سے قریبی دوستانہ تعلقات اور تعلق اخوت و محبت کی وجہ سے میں نے آپ کی پیشکش کو قبول کیا ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا: میں نے اس معاملہ پر غور کیا ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی ماہوار تنخواہ 40ہزار روپے ہو گی۔ اس پر کوئی ٹیکس بھی نہیں ہو گا۔ نیز ہم نے آپ کی رہائش کے لئے اپنے محل کا ایک آرام دہ حصہ مخصوص کر لیا ہے۔ آپ اور آپ کی فیملی اور مہمانوں کا کھانا شاہی مطبخ (باورچی خانہ) میں تیار ہوا کرے گا۔ اور یہ سب سرکار کی طرف سے ہو گا۔ آپ کسی قسم کی ادائیگی نہیں کریں گے۔ اگلے دن چھ نہایت خوبصورت بڑی موٹریں اور باوردی ڈرائیور بھی میری تحویل میں دے دیں۔

کچھ عرصہ کے بعد قائداعظم نے مجھے فرمایا کہ تم اب بھوپال سے اپنا تعلق ختم کر کے فوراً پاکستان آجاؤ، ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے پاکستان کا وزیرخارجہ مقرر کردیا۔ یہاں مجھے چار ہزار روپے ماہوار ملنے لگے۔ اس پر ٹیکس الگ تھا۔ شروع میں ایک ہوٹل میں دو کمروں میں قیام کرنا پڑا۔ ایک موٹر کار ملی۔ باوجود ان نامساعد حالات کے، مَیں نے پاکستان کی خدمت کا عزم کیا اور اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ مالی یا رہائشی پریشانیوں سے کیونکر نپٹا جائے گا۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سر خضر حیات خان ٹوانہ لندن تشریف لائے اور ایک ہوٹل میں جہاں وہ ہمیشہ قیام پذیر ہوتے تھے ٹھہر گئے۔ ایک دن حضرت چوہدری صاحب نے مجھے فرمایا کہ خضر حیات میرے پرانے دوستوں میں سے ہیں اور میری خواہش ہے کہ ان کی ملاقات کے لئے جاؤں۔ تم بھی میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ ہم دونوں وقت مقررہ پر ہوٹل حاضر ہوگئے۔ سر خضر حیات کے پرائیویٹ سیکرٹری ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ وہ ہمیں بذریعہ لفٹ اوپر کی منزل میں لے گئے۔ یہ ساری منزل سر خضر حیات کے لئے بک کرائی گئی تھی۔ لفٹ پر بھی انہی کے آدمی تھے۔ سر خضر حیات ایک کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ ہم حاضر ہوئے تو وہ اٹھ کر حضرت چوہدری صاحب سے بہت تپاک سے ملے۔ حضرت چوہدری صاحب نے میرا تعارف کرایا۔ سر خضر حیات نے دوران گفتگو بتایا کہ اگرچہ اس دفعہ ان کے اہل وعیال ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ پھر بھی جب بھی وہ لندن آتے ہیں تو یہ پورا ونگ ان کے لئے بک ہوتا ہے۔ وہ اپنا باورچی اور نوکر چاکر ساتھ لاتے ہیں۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ جب آپ کو ایک پورے حصہ کی ضرورت نہیں تو پھر اس پر اتنی رقم ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو خضر حیات صاحب نے فرمایا: چوہدری صاحب! ہم نے ساری زندگی ایسے گزاری ہے اور ہمیں دولت کے ضیاع پر کوئی افسوس بھی نہیں ہوتا۔ دولت تو اسی لئے ہے کہ آدمی آرام و آسائش سے رہے۔ اس کے بعد خضر حیات خانصاحب نے حضرت چوہدری صاحبؓ سے دریافت کیا کہ آپ کی رہائش کہاں ہے۔ حضرت چوہدری صاحب نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ لندن احمدیہ مشن ہاؤس میں ان کے ساتھ والے ایک کمرہ کے فلیٹ میں رہتا ہوں اور کھانا بھی ان کے ساتھ کھاتا ہوں۔ سر خضر حیات نے کہا: چوہدری صاحب! ایک بیڈ روم کے فلیٹ میں آپ کو گھبراہٹ نہیں ہوتی، مجھے تو اس کے تصور سے بھی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ آپ کو خدا نے بہت کچھ دیا ہے۔ پھر اس طرح فقیری میں زندگی گزارنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا: خضر! اس طرح زندگی گزارنے اور اپنی دولت غرباء اور مساکین پر خرچ کرنے میں جو لطف اور اطمینان قلب اور سکون مجھے نصیب ہے، کاش میں وہ بیان کر سکتا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے انتہائی پرسکون اور خوشیوں سے بھرپور زندگی سے نوازا ہے۔ مجھے کبھی ظاہری شان و شوکت کا خیال بھی نہیں آتا۔ پھر فرمایا: خضر! کاش تمہیں بھی یہ دولت جو فقر کی ہے نصیب ہو جائے تو پھر تم اس کو سمجھ سکو گے کہ اس میں کتنا لطف ہے۔

ایک دفعہ جب آپؓ پاکستان تشریف لے جانے لگے مجھے ارشاد فرمایا کہ کسی سستی ائیر لائن کا ٹکٹ خرید کر لاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو تو اعلیٰ ائیر لائن میں فرسٹ کلاس میں سفر کرنا چاہئے۔ آپؓ نے فرمایا: میرے فرسٹ کلاس میں نہ جانے سے مجھے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ میں زیادہ آسائش کا یوں بھی عادی نہیں ہوں۔ لیکن جو رقم میں اس طرح بچا سکتا ہوں، وہ کئی طلباء، غرباء اور بیوگان کے کام آسکتی ہے۔ چنانچہ مَیں نے ایک درمیانے درجہ کے ائیرلائن میں ٹکٹ خرید کر ان کو پیش کردیا۔ لیکن اپنی بے وقوفی سے دوبارہ کہا کہ آپ کو فرسٹ کلاس میں سفر کرنا چاہئے۔ آپؓ خاموش ہوگئے۔ اسی شام مجھے اچانک اُس ائیرلائن کے جنرل منیجر کا فون آیا اور پوچھا کہ تم نے جو سر ظفراللہ خان کیلئے اکانومی کلاس کا ٹکٹ خریدا ہے۔ کیا یہ وہی ظفراللہ خان ہیں جو پاکستان کے وزیرخارجہ اور عالمی عدالت انصاف کے صدر تھے۔ میں نے کہا ہاں یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ کل مجھے اور حضرت چوہدری صاحب کو ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے اگلے دن ان کیلئے چائے کا انتظام کیا۔ وہ تشریف لائے اور حضرت چوہدری صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ ہماری ائیر لائن سے سفر کرنے والے ہیں تو میں نے فوراً اپنے ہیڈ آفس سے رابطہ کر کے ان کو بتایا کہ چوہدری صاحب ہماری ائیر لائن سے سفر کر رہے ہیں۔ مجھے ہیڈ آفس نے ہدایت کی ہے کہ جس دن آپ سفر کریں گے اس دن ہم فرسٹ کلاس کیلئے کسی مسافر کو نہیں لیں گے بلکہ پورا فرسٹ کلاس آپ کے لئے مخصوص ہو گا۔ ائیرپورٹ پر بھی ہم آپ کو V.I.P لاؤنج میں ٹھہرائیں گے۔ جب یہ صاحب چلے گئے تو حضرت چوہدری صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر جذباتی رنگ میں فرمایا: امام صاحب! آپ بار بار کہہ رہے تھے کہ مجھے فرسٹ کلاس میں سفر کرنا چاہئے اور میں اس بات پر مصر تھا کہ میں اکانومی کلاس میں سفر کر کے بچی ہوئی رقم غرباء پر خرچ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بحث و مباحثہ کو آسمان پر دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنی محبت کا اظہار یوں کیا کہ ظفراللہ خان کو فرسٹ کلاس ہی میں بھجواؤں گا خواہ اس نے اکانومی ٹکٹ ہی لیا ہو۔ یہ بات کہتے وقت حضرت چوہدری صاحب کی آنکھوں میں نمی تھی۔

مکرم نصراللہ خان ملہی صاحب

مکرم نصراللہ خان ملہی صاحب مربی سلسلہ اسلام آباد (پاکستان) ابن مکرم چودھری حمیداللہ خان ملہی صاحب ۲۸/جولائی ۲۰۰۴ء کی صبح ایک نامعلوم حادثہ میں انتقال کرگئے۔ آپ ۱۰/نومبر ۱۹۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۹ء میں جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مختلف اضلاع میں خدمات سرانجام دیں۔ اسلام آباد سے فارسی زبان میں مہارت حاصل کرنے کے بعد تاشقند جاکر روس کی مقامی زبان بھی سیکھی۔ مرحوم کو لیّہ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت بھی ملی، بہت محنتی، پُرجوش داعی الی اللہ اور علمی مزاج رکھنے والے مربی سلسلہ تھے۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا پسماندگان میں چھوڑے ہیں۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۱/مئی ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم رشید قیصرانی صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

مرا معتبر حوالہ کوئی ہے تو بس یہی ہے
تری اک نظر کا صدقہ مری ساری زندگی ہے
کہیں چاند رُت نے چھیڑا تری دلبری کا قصہ
کہیں پھول کی زبانی تری بات چل پڑی ہے
ترے چشم ولب کے صدقے مرے ست سروں کے سائیں
کہیں حرفِ دوستی ہے کہیں رسم نغمگی ہے
مرے شہر جاں کے یوسف کوئی بھیج اب نشانی
تری راہ تکتے تکتے مری آنکھ بجھ گئی ہے

Al Fazl International Weekly,

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 Friday December 17 , 2004 Issue No. 51

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

عظمت وشانِ خلافت

14 مارچ 1914ء کو جب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد المصلح الموعودؓ کو رب جلیل نے منصب خلافت کا تاج پہنایا تو جماعت کے ایک عنصر نے جس کے ہاتھ میں صدرانجمن احمدیہ قادیان کی باگ ڈور تھی اور جنہیں عمائد سلسلہ ہونے کا زعم تھا شدید مزاحمت کر کے نظام خلافت کو حرف غلط کی طرح مٹا دینے کی سرتوڑ کوشش کی۔آپ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا: ’’ایک غیرمعصوم انسان کو جو ابھی اپنی رشد کی عمر کو بھی نہیں پہنچا اپنا پیر اور پیمبر بنالیا۔

(رسالہ المہدی جنوری ، فروری 1915ء)

مولوی محمد علی صاحب کی طرف اشارہ کر کے لکھا: ’’حضرت مولوی صاحب ممدوح حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ مبارکہ کی خدمت اس وقت سے کر رہے ہیں کہ صاحبزادہ صاحب کے دودھ کے دانت ابھی نہ نکلے تھے‘‘۔

(اخبار پیغام صلح 16مئی 1915ء صفحہ ۴ کالم 1)

نیز مبائعین خلافت کو توہین آمیز لہجہ میں طنز کی۔

’’اب وہ پچیس سال کے نوعمر جوان کے غلام ہیں۔اُن کی رائے وغیرہ کچھ بھی باقی نہیں کیونکہ موجودہ خلیفہ صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کامل اطاعت کی بیعت کر چکے ہیں۔پس وہ ایک گونہ ایک بچے کے دائمی غلام بن گئے۔‘‘

(پیغام صلح 16مئی 1914صفحہ 2کالم 2)

اس ضمن میں یہ ادّعا بھی کیا کہ: ’’ایسے مؤیّدین کی تعداد جو موجودہ خلافت کے مضرّات سے باخبر ہوں اس قدر کم ہے کہ جن کی تعداد چالیس مومن تو ایک طرف رہے دس کے ہندسہ تک بھی نہیں پہنچ سکتی اور وہ بھی اپنے گھر کے آدمی بجز دو چار اصحاب کے......اور کہا جاتا ہے کہ موجودہ خلافت کے ستون یہی حضرات ہیں۔‘‘

(پیغام صلح ۔19اپریل 1914ء صفحہ 3کالم 12)

پھر لکھا ’’ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔‘‘

(پیغام صلح 5مئی 1914ء صفحہ 1کالم 3)

ان حضرات نے اسی پر بس نہ کرتے ہوئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی تباہی و بربادی کی پیشگوئی کرتے ہوئے یہ گوہر افشانی بھی کی کہ: ’’تھوڑے دنوں میں یہ مردہ انجمن جواب پیر کے ہاتھ میں کام کرانے کا آلہ ہوگی خود بخود مر جائے گی لہذا ہم اپنے احباب کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ کسی قسم کا روپیہ قادیان نہ بھیجیں۔‘‘

(پیغام صلح 21اپریل 1914ء صفحہ 1کالم 2)

اس ضمن میں یہ بھی اعتراف کیا کہ:

’’انجمن......کا خزانہ خالی ہے۔‘‘

(پیغام صلح 16جون 1914ء صفحہ 3کالم 3)

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ متکبّرانہ انداز میں یہ دعویٰ کیا کہ: ’’حضرت مولانا محمد علی کی آواز گویا خدا کی آواز ہے اور اس کے رسول کی آواز ہے اور اس کے خلیفہ برحق حضرت مسیح موعود کی آواز ہے یہ ضرور کامیاب ہو کر رہے گی اور جماعت احمدیہ کا بہترین حصہ جو اپنے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور دل میں تقوی اللہ اور خشیّت اللہ رکھتا ہے ضرور اس مردمیدان کے ساتھ ہو جائے گا۔‘‘

(سالانہ رپورٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ حصہ اوّل صفحہ 12)

حضرت مصلح موعودؓ کا متحدّیانہ اعلان

اس پُر آشوب دور اور خوفناک طوفان مخالفت کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے رب کریم کے حضور دردمندانہ دعائیں کیں۔

کر اپنے فضل سے میرے ہمسفر پیدا
کہ اس دیار میں اے جان جاں غریب ہوں میں

ان دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ جلّشانہٗ نے کامیابیوں کی بھاری خوشخبریاں دیں اور آپ نے ’’القول الفصل‘‘(1915ء) کے آخری صفحہ پر متحدیانہ اعلان فرمایا:۔

’’مجھے کسی رُتبہ کی طمع نہیں، مجھے کسی حکومت کی تڑپ نہیں ،وہ شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ میں خلافت کا مسئلہ جاہ پسندی کی غرض سے چھیڑتا ہوں نادان ہے۔اسے میرے دل کا حال معلوم نہیں۔ میری ایک ہی خواہش ہے اور وہ یہ کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت پھر قائم ہو جائے اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ ہو نہیں سکتا جبتک کہ اس اسلام کو دنیا کے سامنے نہ پیش کیا جائے جو مسیح موعودؑ دنیا میں لایا۔ مسیح موعود کے بغیر اس زمانہ میں اسلام مردہ ہے ہر زمانہ کے لئے ایک شخص مذہب کی جان ہوتا ہے اور اب خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو اسلام کی روح قرار دیا ہے ۔پس میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک ہتھیار کی طرح ہوں ۔مجھے دنیا کا لالچ نہیں ۔میرا کام صرف اپنے رب کے ذکر کو بلند کرنا ہے اور وہ بھی اپنی لیاقت اور اپنے علم کے زور سے نہیں بلکہ ان ذرائع سے جو خود اللہ تعالیٰ میرے لئے مہیّا فرما دے ۔پس بدظنیّوں کو دور کرو اور خدا کے فیصلہ کو قبول کر لو کہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ اچھا نہیں ہوتا ۔ نادان ہے وہ جو اس کام میں مجھ پر نظر کرتا ہے ۔ میں تو ایک پردہ ہوں اسے چاہئے کہ وہ اس ذات پر نظر کرے جو میرے پیچھے ہے۔احمق انسان تلوار کو دیکھتا ہے لیکن دانا وہی ہے جو تلوار چلانے والے کو دیکھے ۔کیونکہ لائق شمشیر زن کند تلوار سے وہ کام لے سکتا ہے کہ بے علم تیز تلوار سے وہ کام نہیں لے سکتا۔پس تم مجھے کُند تلوار خیال کر لو مگر میں جس کے ہاتھ میں ہوں وہ بہت بڑا شمشیر زن ہے اور اس کے ہاتھ میں میں وہ کام دے سکتا ہوں جو نہایت تیز تلوار کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں دے سکتی۔ مَیں حیران ہوں کہ تمہیں کن الفاظ میں سمجھاؤں ۔ مبارک وقت کو ضائع نہ کرو اور جماعت کو پراگندہ کرنے سے ڈرو۔آؤ کہ اب بھی وقت ہے۔ابھی وقت گزر نہیں گیا۔خدا کا عفو بہت وسیع ہے اور اس کا رحم بے اندازہ۔پس اس کے رحم سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے غضب کے بھڑکانے کی جرأت نہ کرو۔ مسیح موعود کا کام ہو کر رہے گا۔کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی مگر تم کیوں ثواب سے محروم رہتے ہو۔خدا کے خزانے کھلے ہیں اپنے گھروں کو بھر لو تا تم اور تمہاری اولاد آرام اور سُکھ کی زندگیاں بسر کریں۔‘‘

زمیں وآسمان گواہ ہیں کہ اس متحدیانہ اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہر میدان میں حضرت مصلح موعودؓ کو فتوحات نمایاں بخشیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا میں حقیقی اسلام کی اشاعت کا ایسا عالمی نظام قائم ہو گیا کہ اپنے ہی نہیں بیگانے بھی عش عش کر اٹھے۔حتی کہ معاند احمدیت مولوی ظفر علی خاں مدیر ’’زمیندار‘‘ نے احرار کو للکارا۔

’’کوئی ان احراریوں سے پوچھے بھلے مانسو تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا ہے؟ کون سی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے۔کیا بھولے سے بھی تم نے کبھی تبلیغ اسلام کی؟ ۔احراریو! کان کھول کر سن لو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے ۔مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔قرآن کا علم ہے ......مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔‘‘

(’تحریک مسجد شہید گنج‘ صفحہ 169مولّفہ جانباز مرزا ۔ناشر مکتبہ بادامی باغ لاہور ۔تاریخ اشاعت فروری 1988ء)

حضرت مصلح موعودؓ ،رب العرش کی عنایات و تائیدات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے شعری کلام میں بایں الفاظ ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں۔ ؎

میرے مولیٰ مری بگڑی کے بنانے والے
میرے پیارے مجھے فتنوں سے بچانے والے
تا قیامت رہے جاری یہ سخاوت تیری
او مرے گنجِ معارف کے لٹانے والے
مجھ سے بڑھ کر ہے مرا فکر تجھے دامن گیر
ترے قربان مرا بوجھ اٹھانے والے

عالمگیر جماعت احمدیہ کا آسمانی کارواں چار عظیم الشان تاجداران خلافت کی قیادت میں زمین کے کناروں بلکہ اس کے چپہ چپہ تک پہنچ گیا اور اب ہمارے محبوب و مقدس آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے انقلاب آفریں عہد مبارک میں کم و بیش سوا سال کے اندر تمکنت دین کی رفعتوں میں محو پرواز ہے اور خارق عادت رنگ میں برق رفتار ہو چکا ہے اور شمع خلافت کے کروڑوں پروانے 2008ء میں سو سالہ جشن خلافت کے لئے چشم براہ اور اس کی لامحدود برکتوں سے متمتع ہونے اور بچشم خود مشاہدہ کرنے کی سعادت کے لئے دعا گو ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے برناباس کی قدیم انجیل سے متعلق اپنی مشہور عالم کتاب سرمہ چشم آریہ میں جارج سیل کے دیباچہ ترجمہ قرآن کے حوالہ سے انکشاف فرمایا کہ یہ انجیل پوپ پنجم کے کتب خانہ میں تھی جسے ایک راہب نے پوپ کی اجازت سے لے جا کر مطالعہ کیا اور اس میں آنحضرت ﷺ کا نام مبارک محمد کی پیشگوئی دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔اسی انجیل کے باب 82 میں لکھا ہے۔

’’عورت نے کہا اے آقا شاید تو ہی مسیح ہے؟ ’’یسوع نے جواب دیا‘‘ بیشک میں اسرائیل کے گھرانے کی طرف نجات کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں مگر میرے بعد ساری دنیا کی طرف خدا کا بھیجا ہوا مسیح آئے گا جس کے لئے خدا نے دنیا بنائی ہے اور تب ساری دنیا میں خدا کی عبادت ہوگی اور رحمت ملے گی ۔یہاں تک کہ جشن کا سال جو اَب ہر سویں برس آتا ہے مسیح کی بدولت ہر سال اور ہر جگہ آنے لگے گا۔‘‘

(اردو ترجمہ صفحہ 124,125مترجم آسی ضیائی ۔ناشر اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ ۔ لاہور طبع پنجم ۔جولائی 1987ء)

معاند احمدیت،شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے،انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔